بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیا شیخ نے یہ ناول (فتح) صرف اور صرف نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھا ہے۔اس ناول (فتح) کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہذا کسی بھی ادارے، ڈائجسٹ، سوشل میڈیا، ویب سائٹ یا کوئی بھی فرد بمعہ مصنف کو اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کاروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ: نیو ایرا میگزین

****

تعارف:

موحد،احداور راحمین انکی بہن ہے۔صبااور عاصم صاحب کی کلِ متاع ھیں۔ موحد یونیورسٹی میں بی۔ایس عربی کا طالب علم ھے اوراپنی اچھے نمبروں کی بنیاد پر فری پڑھتا ھے۔احد نھم کلاس کا طالب علم ھے اور شرارتی طبیعت کا مالک ھے۔راحمین ایف۔اے کی طالب علم ھے لیکن غیر معمولی ذھانت کی مالک نہیں ہے۔اور متوسط نمبرز حاصل کرتی ہے۔موحد کی لاڈلی ہوتی ہے۔صبانیک اور صبر و شکر کی پیکر خاتون ہیں۔عاصم صاحب آرمی میں میجر آفیسر تھے۔اورانھوں نے وطن کے لیے اپنی جان نثار کردی۔موحد بہت ہی ذہین لڑکا ہے۔وہ نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں میں اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کرتا ہے۔....یونیورسٹی میں اسکاہم جماعت علی جوامیر باپ کا عیاّش بیٹا ہے۔اور غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث ہے۔حسنیٰ انھی کی کلاس کی ہونہار اور باپردہ لڑکی ہے۔وہ دینی گھرانے سے تعلق رکھتی ہے۔ان کے گھر کاماحول بہت سخت ہے جس سے وہ سخت نفرت کرتی ہے۔

New Era Magazine

گھپ اندھیرا ہر سو پھیلا ہوا تھا اور فجر کی اذان کی آوازوں نے ماحول کو معطر کیا۔۔۔اس اذان کی آواز موحد کے کان سے ٹکرائی ی تھی اور اسکے وجود میں جُنبش ہوئی ی۔۔۔چند لمحات بستر میں آنکھیں موندے لیٹے رہنے کے بعد وہ بیڈ سے اٹھا اور جوتوں کو پاؤ ں میں پہنتے ہوئے وہ سیل کو دائی یں سائی یڈ ٹیبل سے اٹھا کے اسکو چیک کر رہا تھا۔۔۔۔۔ غسل کے ارادے سے واش روم میں جا چکا تھا اور کچھ منٹوں کے بعد وہ لباس تبدیل کیے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ کہنیوں سے بازو نیچے کرتے ہوئے وہ انکے بٹنوں کو بند کر رہا تھا۔۔اور وضو کے قطرات اسکے چہرے سے لڑکھڑا کے اسکے کرُتے میں جذب ہو رہے تھے اور وہ لبوں کو جنبش دیے وضو کے بعد کی دعائی یں پڑھ رہا تھا۔۔۔۔وہ بیڈ کے دراز میں سے گھڑی نکال کر پہن رہا تھا جب اسکی نظر بیڈ کے دوسری طرف دنیا و مادی فیہا سے بے خبر نیند کی وادیوں میں غرق احد پر پڑی۔ اسکو مسجد لے جانے کے ارادے سے وہ اسکی طرف دھیمے قدموں بڑھا تھا۔۔۔۔۔ احد نے موحد کے قدموں کی چاپ سُنتے ہی چادر کو مُنھ تک مضبوطی سے اوڑھ لیا تھا۔۔۔"احد میں دیکھ چُکا ہوں۔۔اُٹھو نماز کا وقت ہو رہا ہے"

''احد کو جیسے ہی اپنی غلطی پکڑے جانے کا احساس ہوا وہ فوراً مُنھ میں بولا'' واللہ عقاب جیسی آنکھیں ہیں۔۔ مجال ہے کبھی میرا غلط کام انھیں مطلب چلتے پھرتے کیمرے کو نظر نہ آئے'' وہ اپنے آپ پر کُڑھتا ہوا لحاف خود سے ہٹائے اٹھا اور جوتی پہن کر واشروم میں داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔۔پھر بمشکل غسل لینے کے بعد اور اپنی زوروں سے آنی والی نیند کو جبراً سُلا کر کچھ لمحات بعد وہ دونوں مسجد کیطرف چل پڑے تھے۔۔۔۔۔۔

نماز کی امامت کروانے کے بعد موحد حسب معمول ملاقاتوں میں مصروف تھا۔۔۔اور اسکی مصروفیت کو غنیمت جانتے ہوئے احد حسب معمول نماز کے فوراً بعد عقاب کی رفتار کیساتھ بھاگتا ہوا گھر پہنچا اور آتے ہی اُسکی نظر راحمین پر پڑی جو اپنی کمرے کیطرف جا رہی تھی۔۔۔۔''توبہ۔توبہ گھر میں کیسے کافروں کو رکھا ہوا ہے۔۔ نماز تک نہیں پڑھتے۔۔! اللہ ہدایت دے ایسے ظالموں کو۔'' احد نے دیکھتے ہی جذباتی تقریر جھاری۔

'' ماشاءاللہ ! آپ تو چلتے پھرتے فرشتے ہیں نہ۔۔'' راحمین نے بھی موقع کو غنیمت جانا اور فوراً وار کیا۔وہ بھی کسی سے کم تو نہ تھی۔احد جواب تو دینا چاہتا تھا لیکن سامنے اُنکی امی جان تشریف لا رہی تھیں تو فی الحال اُسکی عافیت خاموشی میں ہی تھی۔۔

آپی ! نماز کا وقت نکل رہا ہے آپ نماز پڑھ لیں باقی باتیں بعد میں ہوتی رہیں گیں -

احد نے ادب اً کہا۔ ابھی وہ اس احتراماً گفتگو کا مقصد سمجھ نہیں سکی تھی کہ پیچھے سے امی نے کہا کہ بیٹا احد صحیح کہہ رہا ہے جلدی نماز ادا کر لو ! احد پیاری سی مُسکراہٹ اُسکی طرف اُچھال کے اپنے کمرے کیطرف بڑھ گیا۔ راحمین کی غُصیلی نگاہیں اُسکا تعاقب کر رہی تھیں۔ احد کمرے میں داخل ہونے سے پہلے مڑا اور اُنگلیوں س کو وکٹری (✌) کی علامت کیطرح بنایا۔ اسکی حرکت کو دیکھ کر راحمین تلملا اُٹھی اور جل بھُن کر نماز ادا کرنے کے ارادے سے چل پڑی

❤❤❤❤

موحد حسبِ معمول شلوار کُرتا پہنے کانوں میں ہینڈ فری لگائے آہستہ آہستہ چل رہا تھا اور قاری مشاری (سعودی عرب کے مشہور تلاش وت کرنے والے قاری) کی خوُبصورت آواز اُسکے کانوں میں گوُنج رہی تھی۔ اور اُسکی روح میں مٹھاس گھول رہی تھی۔

”اے لوگو! تم اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور اُن لوگوں کو جو تُم سے پہلے تھے تاکہ تُم پرہیزگار بن جاؤ“

(سُورۃ البقرہ:22)

اُس نے فون کی سکرین پر اُنگلی چلائی ی اور اب تلاوت اُسی آیت پر رُک چُکی تھی۔اب وہ اپنے رب سے مخاطِب ہوا”اللہ جی! آپ نے اس آیت کے شروع میں اے لوگو کہہ کر مخاطب کیا ہے مطلب کہ آپ سب کو کہہ رہے ہیں۔آپ نے یہ نہیں کہا کہ اے میرے عبادت گزار بندو! یا اے میرے خاص بندو! بلکہ آپ نے سب کو ہی متوجّہ کیا کیونکہ یہ قرآن توسب کے لی ئے ہے۔یہ واضح ہداہت مشترکہ ہے جو بھی اسکے احکامات پر عمل کرے گا وہی صرف کامیابی حاصل کرے گا ورنہ سب کا سفر سیراب کی مانند ہے جسکی کوئی منزل نہیں ہوتی۔ہمارا اور آپکا معیار کتنا مُختلف ہے نہ ہم تو اُنکو عزیز رکھتے ہیں جو معمولات زیست (زندگی) میں ہمارے لیے مددگار ثابت ہوتے ہیں یا جن سے ہمیں پیار ہوتا ہے لیکن آپ تو سب سے محبّت کرتے ہیں کیونکہ پُوری مخلوق آپکا کُنبہ ہے۔اب وہ گراؤنڈ کا چکر لگا چُکا تھا اور اب سورج کی کرنیں آہستہ آہستہ اُفق سے پھوٹ رہی تھیں۔یہ روشنی آہستہ آہستہ اسکے نقوش کو واضح کررہی تھی۔ ”تم اپنے رب کی عبادت کرو“ آپکی عبادت کرنے والے کم

نہیں ہیں لیکن پھر بھی آپ ہمیں کہہ رہے ہیں کیونکہ اس میں ہمارا فائدہ ہے اور ہم آپکو اسطرح چھوڑے بیٹھے ہیں جیسے ہمارے بہت خدا ہوں لیکن آپ ہمیں ایسے دعوت دے رہے ہیں جیسے بس ہم ہی صرف آپکے بندے ہوں۔ اللہ جی آپ نے صرف ہمیں پیدا ہی نہیں کیا بلکہ ہمارے لیے زمین کو فرش بنایا اور اسی سے ہماری ضروریات کی تمام چیزیں ہمیں حاصل ہوتی ہیں۔ آسمان کو ہمارے لیے چھت بنایا ۔اللہ جی یہ آپکا ہمارے لیے پیار ہی تو ہے جو آپ نہ صرف ہمیں رزق دیتے ہیں بلکہ ہم سے پیار بھی کرتے ہیں۔اب مکمل اُجالا ہو چکا تھا اور اس نے اپنی گھڑی پر وقت دیکھا اور گھڑی سات بج جانے کا پیام دے رہی تھی۔اب وہ گھر کیطرف روانہ ہوا تھا کیونکہ اسکو ضروری امور سرانجام دینے تھے۔۔۔۔

اے۔پی کے موبائل کی گھنٹی بجی وہ ڈرائیونگ کر رہا تھا اور اس نے گاڑی کو سڑک کے سائیڈ پہ روکا اور کال کو موصول کیا ہے اور فون کو کان کیساتھ لگایا

''والسلام باس''اُس نے مُسکرا کر کہااور ملنے والی ہدایات کو غور سے سُنااور کچھ لمحے بعد کہا.جی باس! میں انفارمیشن اکٹھی کر رہا ہوں۔اُمید ہے کہ جلد ہی میں اُس گینگ تک پُہنچ جاؤں گا۔

اوکے باس! کال کے منقطع ہوتے ہی اُسنے فون کو سائیڈ سیٹ پر رکھا۔اور دوبارہ گاڑی چلانا شروع کر دی۔ تھوری دیر کے بعد اس نے گاڑی ہوٹل کے گیراج کے اندھیرے والے حصے میں روکی اور سیٹ بیلٹ کو کھولنے کے بعد گاڑی سے نکلااور ہوٹل میں داخل ہو گیا۔وہ راہداری میں سے گزرتا ہوا سیدھا اپنے کمرے میں گیااور اپنی جیکٹ اتار کے بیڈ پر رکھی۔سائیڈ ٹیبل پہ پڑے جگ میں سے گلاس میں پانی انڈھیلااور لبوں سے لگالیا۔ اسنے اپنی وارڈروب سے کپڑے نکالے اور شاور کے ارادے سے واشروم میں چلا گیا۔دس منٹ بعد وہ کھلے ٹراؤزر اور سفید ٹی شرٹ میں ملبوس واشروم سے نکلا۔اسکے بال ہلکے نم تھے۔اس نے تولیے سے بالوں کو رگڑااور پھر بالوں کو سٹائل دیااور پرفیوم کو اپنے اوپر چھڑ کا نہیں بلکہ یہ کہنا درست ہو گا کہ اپنے اوپر انڈھیلا۔کیونکہ وہ خُشبو کا دیوانہ تھا۔اور یہ بات اسکے قریبی سرکلمیں سبھی لوگ جانتے تھے کو وہ خوشبو کا دیوانہ ہے اس لیے وہ جب بھی اسے تحفہ دیتے تو پرفیوم انکی پہلی ترجیح ہوتی۔اسی وجہ سے اسکے پاس پرفیومز کی بہت بڑی کولیکشن تھی۔۔۔

بابر نے بلیک جینز کیساتھ سفید آدھے آستینوں والی ٹی شرٹ پہن رکھی تھی اور شرٹ کے اوپر کالے رنگ کی ہوڈ پہنی ہوئی تھی اور اسکی کیپ کو سر پہ لیا ہوا تھا جسکی وجہ سے اسکا آدھا چہرہ چھپا ہوا تھا۔ وہ جیسے ہی یونیورسٹی میں داخل ہوا تو ارد گرد موجود تمام لڑکیاں نے ستائش بھری نظروں سے اسکو دیکھا لیکن وہ اس سب سے قطع نظر لاپرواہ سا چل رہا تھا اور یہ لاپرواہی اسکی شخصیت کی خاصیت تھی۔ اسکے نزدیک وہ لوگ اہمیت نہیں رکھتے تھے جو ظاہری حالتوں سے متاثر ہوتے تھے۔۔ اسکے نزدیک اصل اہمیت ان لوگوں کی تھی جو مضبوط ہوتے ہیں اور زندگی کے ہر جنگ میں اپنے ہوش وہواس کو قابو میں رکھتے ہیں اور مستقل مزاج رہتے

.......وہ ہال وے سے چلتا ہوا کلاس میں گیا اور اپنی نشست سنبھال لی۔ اور آہستہ آہستہ کلاس میں طالب علم آنا شروع ہو گئے تھے اور پانچ منٹوں کے بعد پروفیسر صاحب داخل ہوئے۔ انھوں نے سلام دعا اور رول کال کے بعد پڑھانا شروع کردیا۔ وہ کلاس میں پچھلی کھڑکی کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کلاس کا آغاز ہو چکا تھا اور ابھی کچھ ہی لمحے قصّہ پارینہ بنے تھے کہ دروازہ کھلا اور نقاب پوش لڑکوں کا ایک گروہ اندر

داخل ہوا۔ان سب کا حلیہ غُنڈوں جیسا تھا۔اس فوراًافتاد کے لیے کوئی ی بھی تیار نہ تھا توسب سہم کر ایک دوسرے کیطرف دیکھ رہے تھےاور کوئی ی بھی اس سب کو سمجھ نہیں پایا۔سب کی چیخیں انکو کلاس میں دیکھ کر ہوا میں معلق ہوئی یں۔سب غنڈوں کے ہاتھوں میں گنز تھیں اوران سب نے اپنے چہروں کواچھے سے چُھپا یا ہوا تھا اس لیے کوئی ی ذی روح انھیں پہچان نہیں سکا۔۔۔بابر چونکہ کلاس کے پچھلے حصّے میں بیٹھا ہوا تھا۔ایک غُنڈے نے آگے بڑھ کر حُسنی کی کلائی ی کو مضبوطی سے تھام لیا کیونکہ وہ اسکے بلکل سامنے کھڑی تھی اور اسکے ماتھے پر گن تان لی۔غُنڈے کے اس عمل کو دیکھ کر کلاس میں موجود لڑکیوں کی دبی دبی چیخوں کا ارتعاش پیدا ہوا۔حُسنی کی آنکھوں سے آنسو کی لہریں مسلسل بہہ رہی تھیں اور اسکو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔بابر یہ دیکھ کر فوراً آگے بڑھا اور ایک ہی لمحے کے بعد گیم کا پانسہ بدلا اور اب بابر غُنڈے پر گن تھام کھڑا تھا اور اُس نے حُسنی کا بازو اُسکی گرفت سے آزاد کروایا اور وہ لڑکیوں کے پاس لڑکھڑا کرِ گر گ ئی ی۔لیکن اسی لمحے غُنڈوں کے لیڈر نے اشارہ کیا اور اس اشارے کی دیر ہی تھی کے تمام غُنڈے اس پر اُبل پڑے۔ابھی کچھ لمحے ہی گزرے تھے کے باہر سے پولیس کے سائی رن کی آواز آئی ی اور وہ سب ایک ہی جست میں وہاں سے غائی ب ہو گ ئی ے اور کلاس کے تمام طالب علم اسکا حال پو

چھنے اسکے قریب آئے۔وہ اوندھے مُنھ پڑا تھا۔اُدھر حُسنی بے ہوش ہو چکی تھی اور لڑکیاں اسکے گرد گروہ بنا کر کھڑی تھیں اور اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہی تھی ....پروفیسر صاحب اب باقی پروفیسر ان اور ڈاکٹر کیساتھ داخل ہوئے کیونکہ وہ غنڈوں کے جانے کے فوراً بعد جیسے ہی پولیس کلاس روم میں آئی ی وہ انسپکٹر ارحم کیساتھ حادثے کے متعلق انکوائی ری کیل ےئ کلاس سے باہر تشریف لے گ ےئ۔اور باقی پولیس کی ٹیم کلاس روم کا معائی نہ کرنے لگی۔ڈاکٹر بابر کی مرحم پٹی کر رہا تھا۔بابر جیسے ہی بینڈج کے بعد فارغ ہوا وہ تمام قانونی کاروائی ی کے بعد یونی ورسٹی سے نکل گیا۔حُسنی کو اب ہوش آ چکا تھا۔بس کلائی ی پر غنڈے کے ہاتھ کا نشان تھا جہاں اُسے درد کا احساس ہو رہا تھا۔ڈاکٹر نے صدمے اور درد کی شدّت کو کم کرنے کے ل ےئ انجیکشن لگا دیا۔تمام قانونی کاروائی ی کے بعد حُسنی کو بھی پولیس موبائی ل میں گھر بھیجا گیا تھا۔

❤❤❤❤

موحد جیسے ہی واک کے بعد گھر پہنچا تو نئی ے ہنگامے کا سامنا کرنا پڑا۔سامنے نیا ہی محاز اسکا مُنتظر تھا۔پورے گھر میں احد کی تقریر کا شور تھا۔اُسکی تقریر کچھ یوں تھی

''تمام معزّز والدین سے گزارش ہے مہربانی فرما کر اپنے بچّوں کے احساسات کا خیال کریں اور انھیں صبح سویرے سکول نہ بھیجیں بلکہ انکو آرام کرنے دیا جائے جس سے انکی صحت پر کافی اچھا اثر پڑے گا اور چند ہی روز میں وہ ٹماٹر کیطرح سُرخ اور گولو مولو ہو جائیں گے۔اور ہاں اگر وہ کوئی شرارت کریں تو انکو مارنا تو دور بلکہ انکو کہا بھی نہ جائے اس سے انکی چہرے کی جلد بلکُل فریش رہے گی اور انکو روزانہ پیزّہ کھلانے بھی لے جایا جائے اور کھُلی پاکٹ منی بھی دی جائے کیونکہ انکے بھی کچھ اخراجات ہوتے ہیں''۔بحکم احد عاصم منسٹر آف حقوق چھوٹی قوم یعنی بچہ پارٹی۔وہ جیسے ہی تقریر سے فارغ ہوا تو اسنے فخریہ انداز میں سامعین واحد یعنی راحمین کو دیکھا جو کہ اُسکی پر جوش پر کھی کھی کر رہی تھی اور اچانک اسکی نظر کچن کے دروازے پر کھڑے موحد پڑی جو کہ کچن کے دروازے کیساتھ کمر ٹکائے کھڑا تھا۔جیسے ہی اسک نگاہ پڑی تو اسکا مائک یعنی کفگیر اسکے ہاتھوں سے پھسلا اور زمین بوس ہو گیا۔راحمین تو یہ منظر دیکھ کے ہی رفوچکّر ہو گئی اور پھر اونٹ یعنی احد آیا پہاڑ کے نیچے۔اپنی غلطی پکڑی جانے کے بعد ہی اسکی تو سوچنے کی قوّت ہی مفلوج ہو کے رہ گئی تھی۔وہ ابھی اس منظر عام سے غائب ہونے کی لیے پر تول ہی رہا تھا کہ موحد اسکے پاس آیا اور اسنے اپنا ہاتھ اُٹھایا اور احد کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی لیکن احد تو ایک زوردار تماچہ توقّع کر رہا تھا۔وہ تو اس

بات کو ہضم ہی نہیں کر پار ہا تھا کہ اُسے کسی غلط کام کو نظر انداز بھی کیا جا سکتا ہے۔اور موحد کا تو ہنس ہنس کر بُرا حال ہو رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اسکی ہنسی کو سٹاپ لگا اور وہ کچھ کہنے کے قابل ہوا۔ ''چھوٹے! کہاں سے آتے ہیں ایسے خیالات تمہارے دل میں۔'' اسنے چہرے پر مسکراہٹ سجائے کہا۔ .... احد نے بس کھی کھی کرنے پر اکتفا کیا کیونکہ بھیا کا کمپریسر مطلب کبھی بھی گرم ہو سکتا تھا۔...........چلو شاباش جلدی تیار ہو جاؤ میں آج تمہیں اور ہانی کو خود چھوڑ کے آؤں گا۔ وہ یہ کہتے ہی اپنے کمرے کیطرف روانہ ہو گیا۔ ''مجال ہے جو کبھی میری کسی تقریر کا ان پہ اثر ہوا ہو۔ پھر مجھے قید خانے یعنی سکول بھیج رہے ہیں۔انکو کیوں سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ سکول میرے ٹیسٹ کے مطابق نہیں ہے۔میرے اتنے بڑے خواب ہیں وہ اس ننّھے منّے گندے سے سکول میں پورے نہیں ہو سکتے'' اس نے جل بھُن کر سوچا اور اپنے کمرے میں سکول جانے کے ارادے سے تیار ہونے کے لیے چلا گیا۔اس سے پہلے کے امی اپنے اوزار لیے کمرے میں داخل ہو تیں۔ وہ تینوں اپنے کام پر جانے کی غرض سے بلکل تیار تھے اور ڈائیننگ ٹیبل پر ناشتہ کر رہے تھے۔احد خلاف معمول خاموش بیٹھا تھا۔ابھی ہانی نے یہ سوچا ہی تھا کہ اسکے شُوز پر بھارے مردانہ پاؤں آ رُکے اور اسکو یوں محسوس ہوا جیسے اسکا پاؤں کسی بلڈوزر کے نیچے آ گیا ہو

۔اُس نے زوردار چینخ ماری۔سب نے اسکی طرف دیکھا اور احد نے تو حد ہی کر دی۔""آپی جان! کیا ہوا؟"" لہجے میں دنیا بھر کی معصومیت سموئے اس نے پوچھا۔ہانی سارا ماجرہ سمجھ چکی تھی ابھی وہ بولنے ہی والی تھی کہ صبا نے کہا کہ جلدی ناشتہ ختم کرو تم لوگوں کو دیر ہو رہی ہے۔احد نے فوراً ہی امی کی بات سے اکتفا کیا اور ہانی کیطرف دیکھتے ہوئے پیار سے آنکھیں ٹمٹمائیں۔ہانی کی تو روح تک جھلس گئی تھی

۔۔موحد نے ہانی کو کالج چھوڑا اور احد کو اسکے سکول چھوڑنے کے بعد وہ اپنے کاروبار کے سلسلے میں کسی دوست سے ملنے چلا گیا۔عاصم صاحب کی وفات کے بعد کاروبار کی ذمہّ داری موحد کے کندھوں پر آگئی تھی۔وہ اپنے دوست کیساتھ مل کر ایک لیدر جیکٹ کی کمپنی چلا رہا ہے۔آہل حیات اسکا سکول کا دوست ہے اور وہ دونوں کمپنی میں برابر کے حصہ دار ہیں۔آہل شہر میں رہ کر کاروباری معاملات کو ہینڈل کرتا ہے ۔لیکن موحد زیادہ تر شہر اور ملک سے باہر رہتا ہے ۔موحد زیادہ تر کاروباری معاملات کو نہیں دیکھ پاتا لیکن اس کے باوجود وہ دونوں منافع کو برابر تقسیم کرتے ہیں۔ان دونوں کی جگری یاری اور ان کی دوستی کی مثال دنیا دیتی ہے۔آہل اپنے والدین کی اکلوتی اولاد ہے اور آہل موحد کی غیر موجودگی میں اسکے گھر کے معاملات بھی دیکھتا ہے۔اور انکے گھر میں بھی آہل کی حیثیت ایک فرد کی سی ہے۔ .... موحد

جیسے ہی آفس میں داخل ہوتا ہے تو تمام ورکز اس سے سلام کرتے ہیں اور اسکی خیر و عافیت دریافت کرتے ہیں۔ وہ ایسا ہی تھا سب سے پیار کرنے والا، ہر ایک کا ادب کرنے والا اور سب کیساتھ عزت و احترام سے پیش آنے والا۔ جیسے ہی وہ آہل کے آفس کے باہر پہنچا اس نے دروازے پر دستک دی۔ آہل کے سامنے فائلز کا انبار تھا اور وہ فائلز پر جھکا ہوا تھا۔ جیسے ہی موحد نے دوبارہ دستک دی تو اس نے غصے سے ''یس! کم ان بولا'' کیونکہ کام کے دوران وہ ذرا سی بھی ڈسٹربنس برداشت نہیں کرتا تھا اور آفس میں تمام اسکی عادت سے واقف تھے اور کوئی ی بھی ایسی گستاخی نہیں کرتا تھا۔ وہ غصے سے آگ بگولہ ہو رہا تھا اور اسی دوران موحد اندر داخل ہوا۔ پہلے تو وہ حیران ہوا اور پھر وہ ایسے خوش ہوا جیسے عید کا چاند دیکھ لیا ہو۔ وہ اپنی نشست سے اُٹھا اور اسکے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ پھر وہ اس سے اپنی تمام تر قوت کے ساتھ لپٹ گیا۔ دنیا میں واحد وہ شخص تھا جس کیلیے وہ اپنا کام چھوڑ سکتا تھا اور جان بھی دے سکتا تھا۔ پانچ منٹوں کے بعد وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے دیوانے تھے۔ پھر وہ احد کو لیکر ایک طرف پڑے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اور انٹر کام پر دو کپ کافی کا آرڈر دیا۔ ان سب کاموں سے فراغت کے بعد وہ اسکے سامنے بیٹھ گیا اور بولا ''جگر بول اس دفعہ دیدار بڑے دنوں بعد دیدار کروایا ہے'' اس نے نروٹھے پن

سے کہا۔ ''بس یار مصروفیت ہی سے فراغت نصیب نہیں ہوتی۔۔تُو تو جانتا ہے میری مصروفیت کو'' اتنی دیر میں ملازم کافی دینے آیا اور آہل نے کافی کی ٹرے تھامی اور ایک کپ موحد کیطرف کر دیا اور خالی ٹرے کو سامنے پڑے ٹے بل پر رکھ دیا۔

****

حسنی جب سے گھر آئی ی تھی وہ مسلسل اس حادثے کے حراس کے زیر اثر تھی۔اسکو سمجھ مں نہیں آرہا تھا کہ وہ کسطرح کے رد عمل کا اظہار کرے۔اور کلاس کی لڑکیوں کی کہیں ہوئی ی باتیں اسکے دماغ میں گردش کر رہی تھیں۔ان لڑکیوں کے بقول بابر اس کے لیے کچھ اور قسم کے احساسات رکھتا ہے اسی لیے اس نے اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر حسنی کی جان بچائی ی۔۔اگر حسنی کے علاوہ کوئی ی اور لڑکی ہوتی تو وہ اس خوش کن احساس کو محسوس کرتی لیکن حسنی جسطرح کے گھرانے سے تعلق رکھتی تھی وہاں ایسی باتوں کو غیرت کا مس ئی لہ بنالیا جاتا تھا۔۔۔۔جہاں اسکی چھوٹی سی بات کو نظر انداز نہیں کیا جاتا تھا وہاں ایسی بات کا بتانا موت کو دعوت دینے کے برابر تھا۔۔وہ جب سے یونیورسٹی سے گھر آئی ی تھی تو مسلسل روئے جارہی تھی جس کیوجہ سے سر میں درد کی لہریں اُٹھ رہی تھیں۔۔۔۔وہ حسب معمول دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد کچن کی صفائی ی سے فارغ ہو کر اپنے کمرے میں بند ہو گ ئی ی تھی اور اپنی قسمت کی

ستم ظریفیوں پر کُڑھ رہی تھی۔۔۔رونا اسکا پسندیدہ مشغلہ تھا اور بقول اسکی اماوہ منحوس تھی اور رونا ہی اسکی قسمت میں لکھ دیا گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ جسکی بھی زندگی میں جائے گی اسکی قسمت کو بھی کالی رات کی طرح کر دے گی۔۔۔آج کے واقع کے متعلق سوچ سوچ کے اسکی سوچنے کی سقت مفلوج ہو چکی تھی۔۔۔۔اب عصر کا وقت آچکا تھا اور اس نے نماز پڑھنے کی غرض سے وضو کیا اور اپنے رب کے ہاں سر بجود ہو گئی۔۔۔۔۔رب نظر تو نہیں آتا ہے لیکن اسکا احساس ہر وقت انسان کے شہہ رگ کے بھی قریب ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جب حالات وواقعات انسان کے اختیار میں نہ رہیں نہ تو اپنے معاملات کو رب کے سفر د کر دینا چاہیے کیونکہ وہ بہتر علم رکھنے والا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔وہ بھی بس اپنے آپکو رب کے سفر د کر رہی تھی ۔۔۔۔۔وہ جیسے ہی نماز ادا کرنے کے بعد دعا سے فارغ ہوئی تو وپُر سکون محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔۔نماز انسان کے لیے تھراپی ہے۔۔۔۔۔انسان کو ڈپریشن فری کرتی ہے۔۔۔۔۔۔۔بس ہم ہی بہترین خالق کو اور بہترین ماہر نفسیات کو سمجھ ہی نہیں پاتے۔۔۔۔بے شک انسان ناقص عقل ثابت ہوا ہے۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤

جیسے ہی گھڑی نے دو بجنے کا پیام دیا تو گھر کے باہر گاڑی کے رُکنے کی آواز آئی ی اور پھر گاڑی کے زہہہہہہہ ننننن۔۔۔۔۔۔کرکے دور جانے کی آواز آئی ی۔۔۔اسکا

مطلب تھا کہ شیطانوں کا چیلہ (جی جی آپ بلکل صحیح سمجھ رہے ہیں اس عہدے کے مالک احد عاصم کے علاوہ اور کوئی ی ہو ہی نہیں سکتا تھا) پھر دروازہ کھلنے کی آواز آئی ی اور کچھ ہی لمحے بعد دھرم گرنے کی آواز آئی ی اور ساتھ ہی احد بھاگتا ہوا ٹی۔وی لاؤنج کے صوفے پر گرا۔۔۔۔۔۔اسکے پیچھے راحمین لنگراتی ہوئی ی آکر اسکے قریب صوفے پر بیٹھی۔۔۔صبا بیگم ٹی۔وی لاؤنج میں جیسے ہی داخل ہوئی یں تو انکی نظر روتی ہوئی ی راحمین پر پڑی اور وہ فوراًاسکی طرف لپکیں۔۔۔۔راحمین نے انکو اپنی طرف بڑھتے دیکھتے ہوئے زاروقطار رونا شروع کر دیا۔۔۔احد اس ڈرامے کے مقصد کو سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔۔۔صبا بیگم نے پریشانی سے راحمین کے ماتھے کا بوسہ لیا۔۔۔..احد اس والہانہ پیار کا مقصد نہیں سمجھ پا رہا تھا۔۔۔۔۔۔راحمین نے روتے ہوے کہا"اہیہیہیمیییی جی!!احد نے مجھے اتنی زور سے دھکا دیا میں توازن برقرار نہیں رکھ سکی اور اتنی زور سے زمین پر گری"""""راحمین نے یہ بتاتے ہی دوبارہ رونا شروع کر دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احد تو منھ کھولے اسکی سازش کو سمجھ پا رہا تھا اور ابھی وہ سارا ماجرہ سمجھا ہی تھا کہ امی کی توپوں کا رُخ احد کی جانب ہو چُکا تھا۔۔۔۔۔۔"احد!!!!یہ کیا کہہ رہی ہے؟؟"""""انھوں نے الفاظ کو چبا چبا کر ادا کیا۔۔۔۔احد تو اس بر فیلے انداز پر اندر تک لرز گیا کیونکہ امی کا یہ روپ کبھی کبھار منظرِ عام پر آشکار ہوتا تھا اور

New Era Magazine

غضبناک ہوتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"امی جی مممممجھے نہیں پتا۔۔۔ مممیں نے راحمین کو نہیں دیکھا""""اس نے اپنے ہونٹوں پر خشک زبان کو پھیرا"""""""اسکے گلے میں خوف سے کانٹے چُب رہے تھے۔۔۔۔۔"""""اممی میں کیا چیونٹی تھی جو تمہیں نظر نہیں آئی ی""""""راحمین نے لقمہ دیتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔امی ابھی تک احد کو گھوریاں نواز رہی تھیں۔۔۔"""""ہاہاہاہاہاہاہاہا!!!خود ہی مان لیا نا کہ چیونٹی نہیں بلکہ ہٹی کٹی بھینس ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔"احد گلہ پھاڑ کر گدھوں کیطرح ہنس رہا تھا۔۔۔۔۔۔راحمین اس بات پر تلملا کر رہ گ ئی۔۔۔۔۔"""""صبا بیگم نے ایک بھاری چپت احد کے سر پر لگائی ی""""اس عمل کے بعد احد کی ہنسی کو فل سٹاپ لگ چکا تھا۔۔۔۔اسکے بعد احد کی ایک گھنٹے پر مشتمل فصیح و بلیغ تقریر سننا پڑی ی۔۔۔۔احد سر گھٹنوں میں دیے تابعداری کے ریکارڈ قائم کیے خاموشی سے سنتا رہا۔۔۔۔راحمین کی تو روح تک تازہ ہو گ ئی تھی۔۔۔۔۔پھر ایک گھنٹے کی ٹھیک ٹھاک سُنوائی ی کے بعد راحمین بولی""""امی جی رہنے دیں!!!کوئی ی بات نہیں۔۔۔میں نے معاف کر دیا بھائی ی کو!!!""""انداز میں بھرپور پیار تھا۔۔۔پھر یوں ہوا کہ راحمین امی کے سہارے کے ساتھ اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔۔۔۔۔۔احد بمع ذلت بری ہو چُکا تھا۔۔۔۔راحمین چلتے ہوئے مڑی اور آنکھوں میں فتح کی چمک

New Era Magazine

لیے وکٹری ✌ کا نشان بنایا۔۔۔وہ اپنا صبح کا بدلہ لے چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احد نے مڑ کر دیکھا اور اندر تک جل کر راکھ ہو چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔....

❤❤❤❤

12 جولائی

وہ جیسے ہی نہانے کے بعد فارغ ہو کر اپنے بیڈ پر لیٹا اور نیندی وادیوں میں گُم ہونے ہی والا تھا کہ اچانک اسکے فون پر بیل بجنا شروع ہو گئی۔۔۔اس نے اُٹھنے کی سعی نہیں کی بلکہ لیٹے ہوئے ہی ہاتھ لمبا کر کے سائیڈ ٹیبل سے فون اُٹھایا۔۔اور کال کو اٹینڈ کیا۔۔۔دوسری طرف سے سریلی آواز آئی "جانو!! آپ کو بہت مس کر رہی ہوں میں۔۔۔آپ ہمیں شرف ملاقات کب بخشیں گے؟؟"اسی آنکھیں فوراً V120 کے جھٹکے کے ساتھ کھلیں۔۔۔اس نے دوبارہ فون کو کان سے پرے کر کے دیکھا کہ مبادہ اس نے کہیں رانگ نمبر سے کال تو اٹینڈ نہیں کر لی۔۔۔۔اب وہ اپنے پورے ہوش وہواس میں تھا۔۔""""""آہاہا!!! بس تمکو ہوش میں لانا ہی میرا مقصد تھا۔۔۔جلدی فریش ہو کر ہوٹل پہنچ۔۔۔آج تو مجھے پارٹی دے رہا ہے۔۔۔۔ششششتا باشش!!!! جلدی۔۔۔۔۔۔۔"""""""ابھی وہ بولنے ہی لگا تھا کہ ارسل نے کال ڈسکنکٹ کر دی۔۔۔۔۔""""""سالا خود عیش کر لیتا ہے اور جب میری

باری آتی ہے تو اسکو پیٹ پوجا کرنے کا خیال آجاتا ہے""""""۔۔۔۔۔۔وہ سیدھا وارڈروب کیطرف گیا اور کپڑے نکال کے واشروم کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ پینٹ شرٹ میں ملبوس باہر نکلا۔۔۔اسی لمحے اسکے موبائل پر بیپ بیپ کے آواز آئی ی۔۔۔اس نے ٹیکسٹ جو کہ ارسل کیطرف سے تھا اسکو پڑھا۔۔۔اور پھر بال تراشنے کے بعد گاڑی کی چابی لیکر وہ ہوٹل کے گیراج کیطرف بڑھ گیا.....

❤❤❤❤

وہ ہوٹل کیطرف رواں ہی تھا کہ راستے میں اسکو ارسل کے کال آئی ی اور اس نے یوں افرا تفری میں بلانے کا مقصد بتایا۔۔اور کچھ ضروری ہدایات وہ ہوٹل کیطرف رواں ہی تھا کہ راستے میں اسکو ارسل کے کال آئی ی اور اس نے یوں افرا تفری میں بلانے کا مقصد بتایا۔۔اور کچھ ضروری ہدایات کے بعد فون کاٹ دیا۔۔۔چند منٹوں کی مسافت کے بعد وہ ارسل کے بتائے ہوئے ہوٹل پہنچ چکا تھا اور گاڑی کو پارک کرنے کے بعد وہ ہوٹل کے سٹنگ ایریا کی طرف بڑھا۔۔۔وہاں پہنچتے ہی اسکی نظر کارنر والے ٹیبل پر پڑی جہاں ارسل بیٹھا ہوا تھا۔۔۔وہ ارسل سے کچھ فاصلے پر موجود ٹیبل پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہوٹل میں غزل کے اشعار بری ہی دل کو چھو لے نے والے سُروں میں گونج رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤

وہ ہوٹل کیطرف رواں ہی تھا کہ راستے میں اسکوار سل کے کال آئی ی اور اس نے یوں افرا تفری میں بلانے کا مقصد بتایا۔۔اور کچھ ضروری ہدایات وہ ہوٹل کیطرف رواں ہی تھا کہ راستے میں اسکوار سل کے کال آئی ی اور اس نے یوں افرا تفری میں بلانے کا مقصد بتایا۔۔اور کچھ ضروری ہدایات کے بعد فون کاٹ دیا۔۔چند منٹوں کی مسافت کے بعد وہ ار سل کے بتائے ہوے ہوٹل پہنچ چکا تھا اور گاڑی کو پارک کرنے کے بعد وہ ہوٹل کے سٹنگ ایریا کی طرف بڑھا۔۔وہاں پہنچتے ہی اسکی نظر کارنر والے ٹیبل پر پڑی جہاں ارسل بیٹھا ہوا تھا۔۔وہ ارسل سے کچھ فاصلے پر موجود ٹیبل پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہوٹل میں غزل کے اشعار بری ہی دل کو چھو لے نے والے سُروں میں گونج رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میری زندگی تو فراق ہے،
وہ ازل سے دل میں مکیں سہی
وہ نگاہِ شوق سے دور ہے،
رگِ جان سے لاکھ قریب سہی
ہمیں جان دینی ہے ایک دن،
وہ کسی طرح وہ کہیں سہی

ہمیں آپ کھینچ ئے دار پر،

جو نہیں کوئی ی تو ہمیں سہی

سر طور ہو، سر حشر ہو،

ہمیں انتظار قبول ہے

وہ کبھی ملے، وہ کہیں ملے،

وہ کبھی ملے، وہ کہیں سہی

نہ ان پہ جو میرا بس نہیں،

کہ یہ عاشقی ہے، ہوس نہیں

میں ان ہی کا تھا، میں ان ہی کا ہوں،

وہ میرے نہیں، تو نہیں سہی

جو ہو فیصلہ وہ سُنائی یے،

اسے حشر پر نہ اُٹھائی یے

جو کریں گے آپ ستم وہاں،

وہ ابھی سہی، وہ یہیں سہی

اسے دیکھنے کی جو لو لگی،

New Era Magazine

تو نصیر دیکھ ہی لیں گے ہم

وہ ہزار آنکھ سے دور ہو،

وہ ہزار پردہ نشیں سہی

❤️❤️❤️❤️❤️❤️

سروں کی محفل اپنے عروج پر تھی۔۔۔۔ہر کوئی پیار کے احساسات کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے محسوس کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ماحول پُر گرم تھا ۔۔۔۔ہر طرف سکوت چھایا ہوا تھا۔۔۔۔۔لیکن ہر اک کی اندر کی دنیا میں محبت کے جذبات نے شور برپا کر رکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زینیا بھی محفل کے برخاست ہونے کے بعد اپنی نشست سے اٹھی اور اسی وقت اے۔پی اپنی نشست سے اٹھا اور جلدی جلدی اسکیٹر فا پنے قدم بڑھائے۔۔۔۔ابھی اپنی نشست سے کچھ ہی مسافت طے کر پائی ہی تھی کہ اسکا ٹکراؤ چوری جسامت والے کسی شخص سے ہوا ۔۔۔۔وہ غصے سے چلانے ہی لگی تھی اگلے لمحے اسکی نظر سامنے والے انسان پر پڑی جو کہ اس سے انگریزی زبان میں معذرت کے الفاظ ادا کر رہا تھا۔۔۔۔۔زینیا تو بس اسکے حسن کے سحر میں مقید تھی۔۔۔۔وہ بس دیوانہ وار اس حسن کے مجسمے کو دیکھ رہی تھی جو بلا شُبہ کسی سلطنت کا شہزادہ لگ رہا تھا۔۔۔۔۔اس شہزادے نے اسکو یوں

حواس باختہ دیکھ کر اسکے چہرے کے سامنے اپنے ہاتھ کو لہرایا۔۔۔۔۔۔۔۔زینیا اپنے ہوش وہواس میں لوٹ چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔زینیا نے کہا""""اٹس اوکے""""وہ شہزادہ مروتاً مسکرایا۔۔اس سے پہلے کے زینیا اسکی مسکراہٹ کے سحر میں جکڑتی ۔۔۔اس نے فوراً اس شہزادے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔۔""""مائی ی نیم از زینیا۔۔اینڈ یور نیم؟""اس نی ہاتھ بڑھاتے ہی تجسس بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔شہزادے نے جواب دیا۔۔۔""مائی نیم از اے۔پی""اور اسکے ہاتھ کو مکمل طور پر نظر انداز کرتے اسنے زمین کیطرف اشارہ کرتے ہوے کہا""سوری فار دس""۔۔۔زینیا نے زمین کیطرف نظریں جھکائی یں جہاں اسکے برانڈڈ موبائی ل کی سکرین کے ذرات تھے ۔۔۔اس سے ٹکراؤ کے سبب موبائی ل زمیں بوس ہوااور گرنے کے سبب وہ ٹکروں میں تبدیل ہو چکا تھا۔۔۔۔مگر زینیا کو اس شہزادے کے آگے اس ناچیز موبائی ل کی پرواہ کب تھی؟؟؟۔۔۔۔۔۔زینیا نے اپنے ہاتھ کو نظر انداز کیے جانے کی شرمندگی کو چھپاتے ہوے کہا""نو نیڈ ایٹ آل۔۔۔۔اٹس اوکے""مگر اے۔پی نے ندامت کا اظہار کرتے ہوے اصرار کیااور اسکا موبائی ل نمبر اور ایڈریس بھی حاصل کر لیا تاکہ اس غلطی کا ہرجانہ بھر سکے۔۔۔۔زینیا نے بھی موقع کو غنیمت جانتے ہوے اس کا بھی نمبر اور ایڈریس کاغذ پر حاصل کر لیا تاکہ آئی ندہ مستقبل میں وہ اس شہزادے سے

دوستانہ مراسم قائی م کر سکے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کاغز کو بیگ کے میں ڈالتے
ہوے اس نے جانے کی اجاذت چاہی اور شہزادے نے صرف مسکرانے پر اکتفا کیا
۔۔۔اور الوداعی کلمات ادا کیے۔۔۔۔۔ہانیہ اسکے دائیں جانب سے گزری اور اس
شہزادے کی پرفیوم کے خوشبو کو اپنے اندر اُتارا اور ہوٹل کے خارجی دروازے کیطرف
بڑھ گ ئی۔۔۔۔۔۔۔اسکے نکلتے ہی ارسل اسکے قریب آیا اور اس نے جان بوجھ کر
زمین کی جانب جھکا اور نا محسوس انداز میں اس نے موبائی ل سے سم نکالی اور داخلی
دروازے کی جانب بڑھ گیا اور گاڑی کو چند ہی لمحات میں بھگا کر لے گیا
۔۔۔۔اے۔پی بھی دس منٹ کے بعد اپنی گاڑی کیطرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔۔وہاں
سے چند منٹ ی مسافت کے بعد اس نے گاڑی ایک ہوٹل کے پارکنگ ایریا میں پارک
کے اور ہوٹل کے داخل دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔۔۔وہاں پہنچتے ہی اسکے نظر
دائیں طرف دوسرے ٹیبل پر پڑی۔۔۔وہ ٹیبل کیطرف بڑھ گیا۔۔۔""""ٹاسک
ڈن بڈی""اس نے ارسل کے کندھے پر چپت رسید کرتے ہوے کہا۔۔۔۔""ہاں یار
شکر ہے۔۔۔۔کسی گربڑ کے بغیر پورا ہو گیا ورنہ پبلک پلیس پہ آسان نہیں""ارسل
نے نارمل لہجے میں جواب دیا۔۔""""ہاں صحیح بول رہے ہو۔۔۔""۔۔۔۔۔ارسل نے
پانی کا گلاس لبوں سے لگایا۔۔۔۔۔۔کیوں بھ ئی کھانا آرڈر نہیں کرنا کیا؟؟ارسل

نے مسکینوں جیسے شکل بنا کر کہا۔۔۔""""بلکل!!! کرو آرڈر۔۔ بھوک سے بُرا حال ہو رہا ہے۔۔۔"اے۔پی نے اسکی مسکینیت (جو کہ کھانے کے معاملے میں رہتی ہی تھی) پر مسکرایا۔۔۔اے۔پی اپنے موبائل پر مصروف ہو گیا۔۔۔اور ارسل من و عن کے ساتھ کھانا آرڈر کر رہا تھا۔۔ تھوڑی دیر کے بعد کھانا ٹیبل پر لگ چکا تھا اور ارسل اپنی تمام تر توجہ کھانے پر مرکوز کیے۔۔۔۔ کھانے کے ساتھ انصاف کر رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کھانا کھانے کے بعد جب وہ لوگ فارغ ہوئے تو کافی کا آرڈر دینے کے بعد وہ آراموسکون کے ساتھ بات چیت کر رہے تھے۔۔۔۔۔"تیری ہاف گرل فرینڈ کیسی ہے؟"ارسل نے آنکھ مارتے ہوئے اے۔پی سے پوچھا ۔۔۔"بلکل ٹھیک۔۔۔ تمہاری دعاؤں کا ثمر ہے پیارے"اے۔پی نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ارسل کا قہقہہ ہوا میں معلق ہوا۔۔۔وہ ایسے ہی جواب کی توقع کر رہا تھا۔۔۔۔۔اب ویٹر کافی کے دو مگ ان کے سامنے پیش کر چکا تھا۔۔۔اے۔پی نے کافی کا مگ اٹھایا اور اسکا ایک سپ لیا۔۔"اب اپنا کام دھیان سے کرنا۔۔۔ورنہ ایک چھوٹی غلطی ہماری محنت کو پانی میں ملا سکتی ہے۔۔۔"اس نے سنجیدہ انداز میں کہا۔۔۔۔۔۔۔۔کچھ لمحے انھوں نے اپنے کام کے متعلق بات کی ۔۔۔اور اے۔پی نے ہاتھ کے اشارے سے ویٹر کو بل لانے کیلیے کہا۔۔۔۔۔ارسل

نے فوراًہی کہا''میں بل ادانہیں کروں گا۔۔۔''اس نے معصوم بچے کیطرح آنکھیں ٹمٹماتے ہوے کہا۔۔۔''بھکّر''اے۔پی نے لفظ چبا کرادا کیا۔۔۔۔''تواتنا کماتا اپنے اس حسین بھائی کیلیے ہی توہے''ارسل نے ڈھیٹ پن کی حد کرتے ہوے کہا ۔۔۔اے۔پی اسکی بات پر ہنسااور بل ادا کرنے کے بعد وہ دونوں اپنی گاڑیوں کیطرف روانہ ہو گۓ۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤

اگلے دن حسنیٰ اپنے تمام تر اندیشوں اور پریشانیوں کو بالاۓ طاق رکھتے ہوے یونیورسٹی گئی اوراس نے پوری دلجمعی کے ساتھ پڑھنے کا فیصلہ کیا۔۔۔وہ ابھی یونیورسٹی داخل ہوئی ہی تواسکو سٹوڈنٹس کیطرف سے کل کے حادثے کے متعلق سرگوشیاں سننے کو ملیں۔۔۔۔۔وہ ان سب باتوں کو نظرانداز کیے اپنی کلاس کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔۔۔۔جب دائیں طرف سے ایک لڑکے نے کہا''پیاری!کب سے چل رہاہے یہ سب؟کوئی ایسے بلاوجہ توکسی کی جان نہیں بچاتاہے۔۔۔کچھ توہے جو ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے''پھر سب لڑکوں کا قہقہہ بلند ہوا۔۔۔حسنیٰ کو یہ الفاظ تیر کیطرح لگے۔۔۔وہ ایسے الفاظ کوبداشت نہیں کرسکی اوراسی سبب دوموتی اسکی آنکھوں سے جداہو کراسکے حجاب میں جذب ہو گۓ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بابر یہ ساری باتوں کو سُن رہاتھااور وہ چاہتا تھا کہ حسنیٰ اپنادفاع خود کرے لیکن وہ ابھی بہت

کمزور تھی۔۔۔اس بات کا اندازہ اسکو حادثے والے دن ہو چکا تھا۔۔کچھ لمحات گزرے تھے کہ بابران لوگوں کے سامنے کھڑا ہو گیا۔۔وہ اسکو دیکھ کر حواس باختہ ہو گ ئے۔۔۔۔'' صحیح کہا تم نے پیارے۔۔۔۔تم لوگ تو وہی دیکھو گے جو تمہیں نظر آئے گا۔۔ عقل تو تم لوگ ویسے ہی تم لوگ زحمت نہیں کرتے ہو۔۔۔اسی لیے تم لوگ وہی دیکھ رہے ہو جو غلاظتیں تم لوگوں کے ذہن میں ہو''''اس نے مدمقابل ایک لڑکے کے کندھے سے فرضی دھول ہٹائی ی۔۔۔۔اسکی بات سُن کے سبھی شرمندہ ہو گ ئے۔۔اور منظر عام سے تتّر بتّر ہو گ ئے۔۔۔۔ حُسنی تو پہلے ہی زمین پر نظریں گاڑے کھڑی تھی۔۔۔۔۔بابراسکی طرف مڑااور نظریں جھکائے بولا۔۔۔''آپکو اپنے حصّے کی جنگ خود ہو لڑنی ہے۔۔کوئی ی بھی آپکو بچانے نہیں آئے گا۔۔۔زندگی ہیں وہ لوگ آگے بڑھتے ہیں جو اپنے حصے کی لڑائی ی خود لڑتے ہیں''اسنے مدلل انداز میں کہا اور آگے بڑھ گیا۔۔۔۔حُسنی اس مہربان سراپے کو جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔۔اسکو کبھی ایسے نصیحت کسی نے نہیں دی تھی۔۔۔وہ طنز و مزاح کو سُننے کی عادی تھی۔۔۔اسنے اپنے ذہن سے ان یادوں کو جھٹکا اور کلاس کیطرف بڑھ گ ئی۔۔۔۔۔۔۔بے شک دلوں کا معاملہ اللہ کد معاملہ

ہے۔۔۔۔۔اس پہ انساں کا اختیار نہیں ہے۔۔۔۔۔لیکن اس کو گمراہی سے بچانے کے قوّت انسان میں پنہاں ہے.....

❤❤❤❤

وہ اگلے روز موبائل شاپ پر گیا اور آئی فون کا لیٹسٹ ماڈل خریدا۔۔۔۔۔اب اسنے اپنا اگلا لائحہ عمل تیار کر لیا تھا۔۔۔وہ سیدھا ہوٹل گیا۔۔۔اور جانے کے بعد اس نے زینیا کے دیے ہوئے نمبر پر ٹیکسٹ کیا جس میں موبائل فون بھیجنے کی خبر تھی۔۔۔۔۔۔۔۔اور اسکے ایڈریس پر موبائل فون بھیج دیا۔۔۔۔۔

❤❤❤❤

زینیا سوئی ہوئی تھی جب اسکے اپارٹمنٹ کی بیل متواتر بج رہی تھی۔۔۔۔۔اس نے تکیہ چہرے سے ہٹایا اور وال کلاک سے ٹائم دیکھا۔۔۔گھڑی صبح بارہ بجے کا پیام دے رہی تھی۔۔۔وہ نیندی حالت میں اُٹھی اور اس نے جیسے ہی دروازہ کھولا تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سامنے کوریئر والا ہاتھ میں ایک پیکٹ لیے کھڑا تھا۔۔۔اس نے اس لڑکے کی بتائی ہوئی جگہ پر دستخط کیے۔۔۔۔۔اور پیکٹ لیے اندر اپنے بیڈ پر آگئی اور دلچسپی سے اس پیکٹ کو کھولا اور اسکے اندر سے ایک بند ڈبّہ تھا۔۔۔جب اس نے ڈبے میں سے موبائل نکالا تو وہ حیران رہ گئی۔۔۔بلا شبہ خریدنے والے کی پسند بے مثال تھی۔۔۔۔۔اس نے ڈبے کے نیچے تہہ شدہ ایک

کاغذ ملااوراس کاغذ کے ایک کونے پراے۔پی لکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اچانک اسکے ذہن میں وہ رات والا شہزادے کا حسین خیال آیا۔۔۔۔۔۔وہ پھراس حسن کے مجسمے کو سوچنا شروع ہوئی ی۔۔۔اچانک اسکو موبائی ل کا خیال آیااور جب اسے موبائی ل کہ آن کیاتواک ن ئے نمبر سے میسج تھا۔۔۔جب اسنے وہ میسج کھولا تو وہ اے۔پی کیطرف سے تھا۔۔۔اس نے شکریے کے لیے میسج کیااور نیچے لکھا"آپکی چاہنے والی کیطرف سے۔۔۔۔۔۔

****

اے۔پی ابھی فون زینیا کو بھیجنے کے بعداپنے کمرے میں پہنچاہی تھا کے اسکے موبائی ل پرٹون بجی۔۔۔۔وہ جانتا تھا کہ یہ ٹیکسٹ کس کی طرف سے ہو گا۔۔۔۔اسنے جیسے ہی انباکس کھولا تو سامنے ایک ان ناؤ ن نمبر جگمار ہاتھا۔۔۔۔اس نے میسج کھولا تو وہ میسج زینیا کیطرف سے تھا۔۔۔۔پورا ٹیکسٹ پڑھنے کے بعد وہ مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔۔۔۔وہ ایک ہی ملاقات میں اسکی حسن پرست او جلد باز طبیعت سے واقف ہو چکا تھا۔۔۔اسنے کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ وہ ابھی صرف اسکی توجہ کا مرکز بننا چاہتا تھا۔۔۔۔پھر وہ فریش ہونے کے بعد لیپ ٹاپ بیڈ پہ رکھے اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔۔اسکا موبائی ل دوبارہ متواتر بجنا شروع ہو گیا۔۔۔۔وہ ایسا ہی تھا کام میں یوں مگن ہوتا کہ

ارد گرد کے ماحول سے مکمل بیگانہ ہو جاتا۔۔۔پانچ منٹ مسلسل بیل بجنے کے بعد اس نے لیپ ٹاپ پر ہی نظریں مرکوز کیے ہوئے دائیں سائیڈ دراز سے موبائل اٹھایا۔۔پھر کال کو اٹینڈ کرنے کے بعد اسکو کان سے ساتھ لگایا۔۔"وعلیکم السلام! ہاں بولو؟"اس نے مصروف انداز سے کہا۔۔۔۔دوسری طرف ارسل نے دیر سے کال اُٹھانے پر لعن طعن کی اور ابھی اسکی بات جاری ہی تھی کہ اے۔پی نے مداخلت کی "یہ تو پُرانی بات ہوئی! میرے پاس وقت نہیں ہے اتنا تیرا لیکچر سُننے کے لیے۔۔فٹافٹ کام کی بات کر"اس نے بیزاری سے کہا۔۔ارسل نے مزید لعن طعن کا پروگرام کینسل کیا اور پیشہ ورانہ انداز میں بولا"ہاں وہ میں نے اس سم کا سارا ریکارڈ نکال لیا ہے۔۔یقیناً اس سم کو استعمال کرنے والے کے پسِ منظر بہت بڑا گینگ ہے۔۔کیونکہ اس پر ہمیشہ ایک ہی وقت دن میں کال آتی تھی اور وہ بھی روزانہ مختلف نمبرز سے۔۔۔اور اگلے ہی دن وہ سم ڈی ایکٹو کر دی جاتی تھی اور اس وجہ سے میں لوکیشن ٹریس نہیں کر سکا۔۔۔"اے۔پی نے اسکی بات توجہ سے سُنی اور بولا"مجھے بھی یہی لگ رہا ہے۔۔کوئی بات نہیں ہم ضرور اس گینگ تک پہنچ جائیں گے"اس نے مصمم انداز میں کہا۔۔اور فون بند کر کے پاس ہی بیڈ پر رکھ دیا۔اور دوبارہ لیپ ٹاپ کیطرف متوجہ ہو گیا۔۔وہ ارسل کی بھیجی ہوئی فائل پر

جُھکا ہوا تھا۔۔۔اور اس سے ریکارڈ اپنے موبائی ل میں ٹرانسفر کر رہا تھا۔۔۔تاکہ ضرورت پڑنے پہ وہ اُن سے مستفید ہو سکے۔۔۔

❤❤❤❤

احد اپنے کمرے میں پہنچ کر پریشانی سے ادھر اُدھر گھوم رہا تھا۔۔۔وہ جلد از جلد راحمین سے بدلا لینا چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔اچانک اسکو باہر ٹی۔وی لاؤنج میں سے امی کی آواز آئی ی"راحمین بیٹا! میں نے اپنی دوست کے گھر جانا ہے۔۔بیٹا میرے کپڑے پریس کر دو۔۔۔"انھوں نے نرم لہجے میں کہا۔۔۔"جی امی! ابھی کر دیتی ہوں"راحمین اپنے کمرے سے مؤدب انداز میں بولی۔۔۔احد کے دماغ میں ایک آئیڈیا آیا۔۔اسکی آنکھوں ہیں ں شیطانی چمک تھی۔۔۔وہ فوراًاپنے کمرے سے نکلااور باہر ٹی۔وی لاؤنج میں گیااور صوفے پر بیٹھ گیا۔۔وہ ٹی۔وی پہ میچ دیکھنے بیٹھ گیا۔۔۔راحمین اپنے کمرے سے باہر آئی اور صبا بیگم کے کمرے سے سوٹ لینے چلی گ ئی۔۔۔احد اپنے نشست سے اُٹھااور استری سٹینڈ کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔۔۔اس نے استری کے سوئچ کو پلگ ک ساتھ لگایااور استری تیز کر دی اور بھاگ کر اپنے کمرے میں چلا گیا اور کتابوں کا پلندہ سامنے کھول کر بیٹھ گیا۔۔راحمین واپس آئی ی اور اس نے دھیان دیے بغیر استری کو قمیض پہ رکھ دیااور ابھی رکھنے کی دیر تھی کہ کچھ جلنے کی خوشبو آئی ی۔۔۔راحمین کو جب خوشبو قریب سے آنے کا احساس ہوا تو اُس نے فوراًاستری کو

قمیض سے اُٹھایا لیکن قمیض جل چکی تھی۔۔۔وہ حواس باختہ ہو کر قمیض کے جلے ہوے حصّے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ابھی اس نے اس سچویشن سے نپٹنے کا کوئی ی حل سوچا ہی نہیں تھا کہ صبا بیگم اپنے کمرے سے ڈرائی نگ روم میں داخل ہوئی یں۔۔۔بس پھر اسکے بعد کا منظر کچھ یوں تھا کہ صبا بیگم نے اسکی خُوب سے خُوب تر کلاس لی۔۔۔راحمین اپنی بے گناہی ثابت ہی نہیں کر سکی اور عدالت صبا سے بمع لعن طعن بری ہوئی ی۔۔۔۔احد کے دل پر تو کسی نے ٹھنڈی پھوار ڈال دی تھی۔۔۔وہ اپنے کمرے میں خوشی سے جھوم رہا تھا۔۔۔راحمین کو اور ستانے کے چکر میں وہ اپنے رومسے باہر آیا اور محفوظ جگہ یعنی اپنی امی جان کی داہنی طرف بیٹھ گیا۔۔۔صبا اپنی دوست سے نہ پوچھ پنے کی معذرت کر رہی تھیں۔۔۔احد پیار سے بولا"آپی جان ! پانی کا گلاس تو پلادیں۔۔۔پڑھ پڑھ کے میرا تو حلق ہی خشک ہو گیا ہے"راحمین نے اسے تیکھے تیوروں سے دیکھا اور بولی "نوکر لگی ہوں تمہاری کیا۔۔اپیٹا نگوں کو بروئے کار لاتے ہوے فریج کے پاس جائی یں اور پانی پ ئی یں"اس نے آہستہ مگر سخت انداز میں کہا۔۔۔"ا مممممی !!!۔وہ"احد صبا کو پکارنے ہی والا تھا کہ راحمین بولی "جی ابھی لا کے دیتی ہوں"احد فاتحانہ مسکرایا۔۔۔۔صبا بیگم فون کال سے فارغ ہو چکی تھیں اور اب راحمین کو غصے بھری گاہوں سے دیکھ رہی تھیں۔۔۔اس

New Era Magazine

لیے اس نے وہاں سے جانے میں ہی اپنی عافیت جانی۔۔۔اس نی پانی لا کر احد کو پکڑایا اور جان بوجھ کر تھوڑا سا اسکی شرٹ پر پھینک دیا۔۔اور معصومیت سے آنکھیں ٹمٹماتے ہوے بولی "سوسوری بھییییییّا جی!" احد اسکا انتقام سمجھ گیا تھا۔۔وہ کسی سے کم تھا کیا؟۔۔اس نے زور سے اسکے پاؤں پر پاؤں رکھا اور مہربان انداز میں بولا "اٹس اوکے آپی جان!" وہ یہ کہتے ہی اپنے کمرے کیطرف چلا گیا تاکہ وہ دوبارہ راحمین کو کسی سازش کا شکار نہ بن سکے۔۔۔درد کی شدت سے راحمین کی آنکھوں میں پانی آ گیا۔۔۔وہ بھی اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔صبا بیگم تو مدحد سے کال پر بات کر رہی تھیں۔۔۔۔اور اس سے شکوہ کر رہی تھیں کہ وہ ایک رات گھر سے باہر رہا ہے۔۔۔وہ اپنے کاروباری معاملات کے سلسلے میں شہر سے باہر گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔اور جلد ہو آنے کا وعدہ کر رہا تھا۔۔۔پھر الوداعی کلمات ادا کر کے وہ بھی اپنے کمرے میں تشریف لے گئیں۔۔۔

❤❤❤❤

حسنی ایک تھکا دینے والے دن کے بعد یونیورسٹی سے گئی آئی تو گھر میں رونق برپا تھی۔اور خلاف معمول زیادہ چہل پہل تھی۔۔۔وہ اس رونق کا مقصد سمجھ نہیں پا رہی تھی اور اسکو کچھ انہونی ہونے کا احساس شدّت سے ہو رہا تھا۔۔۔وہ اپنے کمرے میں گئی اور اپنا بیگ سٹڈی ٹیبل پر رکھا۔اور اپنا عبایا اتار کر واش روم میں فریش

ہونے کے لیے چلی گ ئی۔۔۔جب وہ واپس آئی ی تو اسکی سوتیلی ماں اسکے انتظار م٦ں بیڈ پر بیٹھی تھی۔۔۔وہ انھیں دیکھ کر فوراًان کیطرف آئی ی اور انھوں نے اسے ہاتھ سے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔وہ کبھی بھی اسکے کمرے میں بلاوجہ نہیں آئی ی تھیں۔۔۔اسکا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا اور اسی دوران اسکی امی بولیں "میں نے اور تمہارے ابو نے تمہارا رشتہ طے کر دیا ہے۔۔امیر گھرانے کا لڑکا ہے۔۔۔وہ ڈرائی نگ روم میں بیٹھا ہے اور تم سے ملنا چاہتا ہے""وہ سکتے کے عالم میں اپنی زندگی کا بے رحمی کے ساتھ کیا ہوا فیصلہ سُن رہی تھی۔۔۔آنسوں کی لڑیاں اسکی آنکھوں سے بہہ رہی تھیں مگر یہاں کسی کو اسکی پرواہ نہیں تھی۔۔۔ان سوتیلے رشتوں سے اسے توقع بھی نہیں تھی۔۔۔مگر اصل غم اسکو اپنے بابا کی بے رُخی کا تھا۔۔۔وہ تو اسکے اپنے تھے لیکن وہ بھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ نفرت سے گویا ہوئی یں "یہ آنسوں کی ندیاں بہانی چھوڑو! اور جلدی سے مُنھ ہاتھ دھو کر آؤ ڈرائی نگ میں۔۔وہ تمہارا انتظار کر رہا ہے" وہ یہ کہتے ہی کمرے سے چلی گ ئی یں۔۔۔۔وہ پندرہ منٹ آنسو بہانے کے بعد نہ چاہتے ہوئے بھی ڈرائی گ روم میں گ ئی۔۔۔وہ جیسے ہی داخل ہوئی ی اس نے کپکپاتی آواز میں سلام لیا۔۔۔آؤ بیٹا آؤ "اسکی امی نی اپنے پاس بیٹھایا اور سامنے احمد سے مخاطب ہوئی یں "یہ ہے ہماری بیٹی حُسنی"۔۔۔حُسی احمد

New Era Magazine

کی نگاہوں سے محفوظ ہو رہی تھی۔۔وہ یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔" ہممممممم۔۔۔حسن کی پری ہے" وہ ڈوبے انداز میں بولا۔۔۔حسنی ان آنسوؤں کو اپنے اندر اتارا۔۔۔"میری طرف سے ڈیل ڈن سمجھیں" وہ پیشہ ورانہ انداز میں بولا۔۔۔حُسنی سے مذید برداشت کرنا مشکل ہو رہا تھا وہ وہاں سے بھاگ کر اپنے کمرے میں آگئی۔۔۔اسکے اسطرح آنے کی وجہ اسکی سوتیلی ماں نے یوں پیش کی "شرما گئی میری بچّی" اسنے اپنے پیچھے ان الفاظ کو سُنا۔۔۔اس نے نفرت سے اپنے کمرے کے دروازے کو بند کیا۔۔۔۔وہ اپنے بیڈ پر لیٹ کر بہت روئی۔۔۔آج اسکو اپنی ماں زوروں سے یاد آرہی تھی۔۔۔ صحیح کہتی ہیں لوگ جنکے احساس کرنے والے اپنے نہیں ہوتے وہ دوسروں کی سازشوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔۔۔اگر آج اسکا بھی کوئی اپنا ہوتا تو اسکے لیے جدوجہد کرتا اور یہں اسکی زندگی کو پیسوں کے عوض بیچا نہ جاتا۔۔۔جب مسلسل رونے کے بعد وہ تھک چک تھی تو وہ اٹھی اور وضو کرنے کے ارادے سے واشروم چلی گئی۔۔۔وہ جائے نماز پر اپنے رب کے سامنے سر بجود ہوئی اور دعا مانگی۔اور اس تھراپی کے بعد وہ ہلکد پھلکا محسوس کر رہی تھی۔۔اگر اسکی ماں اسکے پاس نہیں تھی تو کیا ہوا؟ ستّر ماؤں سے زیادہ پیار کرنے والا تو اسکے پاس ہی تھا۔۔وہی تو ہوتا ہے پاس جب کوئی اور نہیں ہوتا۔۔۔جب دنیا

دھدکار دیتی ہے نہ تو وہ پھر بھی قبول کر لیتا ہے۔۔وہ اپنی زندگی کا فیصلہ اپنے مالک کے سفر د کر کے نیند کی وادیوں میں ڈوب چکی تھی۔۔۔

✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨

اے۔پی ایک میٹنگ کے سلسلے میں ایک ریستوران سے نکل رہا تھا جب سامنے سے اسکو زینیا اسکیطرف آتی دکھائی ی دی۔۔۔نے سلام کیا اور ہاتھ آگے بڑھایا۔۔لیکن اے۔پی نے ہاتھ نہیں بڑھایا۔۔۔اور سلام کا جواب نارمل انداز میں دیا۔۔زینیا نے اسکے یہاں آنے کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ وہ کاروبار کے سلسلے میں یہاں آیا تھا۔۔زینیا نے اسکے کاروبار کے متعلق چند سوالت کیے جسکے جوابات اے۔پی نے نارمل انداز میں دیا۔۔۔۔زینیا اس بات سے واقف ہو چکی تھی کہ وہ محتاط رہنے والا انسان ہے۔۔۔اے۔پی نے اسکے وہاں آنے کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ وہ اپنے ایک دوست سے ملنے آئی ی تھی۔۔اے۔پی اس سے ملاقات کے بعد اسکے آزاد خیال ہونے سے اچھی طرح واقف ہو چکا تھا۔۔اور اسکی آزاد سوچ کی وجہ سے اسکے سرکل میں لڑکوں کیساتھ دوستانہ مراسم رکھنا اس کے لیے کوئی ی حیرت انگیز انکشاف نہیں تھا۔۔۔۔۔۔زینیا نے اسکو کافی کی آفر کی لیکن وہ اس آفر پر راضی نہیں ہوا اور کام کا بہانہ کیے وہاں سے چل دیا۔۔۔۔۔۔

New Era Magazine

وہ حسب معمول صبح فجر کی نماز کے وقت اُٹھی اور اس نے فجر کی نماز پورے خشوع و خضوع کیساتھ ادا کی۔۔۔۔۔۔۔وہ اب رات کی نسبت بہت پر سکون محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔جب حالات وواقعات ہمارے اختیار میں نہ رہیں اور اندر گھٹن محسوس ہو رہی ہو تو اپنے رب کے سامنے آنسو بہا لینے چاہیے۔۔۔۔کیونکہ آنکھوں سے نکلنے والا نمکین پانی ہمارا اندر موجود منفی سوچ کو بہا کر جسم سے خارج کر دیتا ہے۔۔۔جس سے ہمارے اند مثبت سوچ پڑوان چڑھتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسی وجہ سے وہ اب نارمل تھی۔۔۔لباس کی تبدیلی کے بعد وہ کچن میں گئی اپنے لیے ناشتہ بنایا اور تناول فرمایا۔۔ناشتہ کرنے کے بعد وہ اپنے کمرے میں عبایا پہننے گئی اور پھر بیگ کو کندھوں پہ لٹکا کر وہ یونیورسٹی کے لیے روانہ ہو گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔حسب معمول تمام کلاسز ہوئی یں اور طلبا و طالبات کا چھٹی کا وقت تھا جب اچانک موسم گرد آلود ہو گیا۔۔۔تمام سٹوڈنٹس موسم کو انجوائے کرنے کے لیے گراؤنڈ میں آگئے۔۔۔۔۔حُسنی بھی اپنی دوست کے ساتھ باہر آگئی۔۔۔۔۔وہ بس سٹوڈنٹس کو انجوائے کرتا ہوا دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔اچانک ایک لڑکا اسکے قریب سے گزرا اور لڑکے کا ہاتھ اسکے عبایا سے ٹکرایا۔۔۔وہ فوراً پیچھے مڑی اور اس لڑکے کو غصے سے گھورنے لگی۔۔۔۔بابر پاس سے گزر رہا تھا اور اسکی نظر غصے سے گھورتی اس

لڑکے پر پڑی۔۔۔اسکو یہ خوشی ہوئی دیکھ کر کہ وہ اب اپنا دفاع کر سکتی ہے۔۔۔۔اتنی ہی دیر میں ایک سٹوڈنٹ اپنے دوستوں کی فرمائش پر میدان میں غزل سنانے کے ارادے سے آگیا۔۔۔وہ بلکل میدان کے درمیان میں آگیا اور شاعرانہ اور جذبات میں ڈوبے انداز میں اس نے غزل سُنانی شروع کی۔۔

گوشئہ دل میں تم ہو
اوسانِ فکر میں تم ہو
محورِ گفتگو تم ہو
مرکزِ یاد تم ہو
میری زیست تم ہو
میری دانست تم ہو
میرا تصورِ شب تم ہو
میرا اُجالا حقیقت تم ہو
ہر حصار میں تم ہو مگر نبیل
حصارِ دسترس میں تم نہیں ہو

❤❤❤❤❤❤

New Era Magazine

اس نے جیسے ہی اپنی غزل کا اختتام کیا تو سب سٹوڈنٹس نے اسکی حوصلہ افزائی ی کی ۔۔۔سب نے تالیاں بجائی یں اور کچھ زندہ دلوں نے ہوٹنگ بجا کر اپنی شوخ طبیعت کا مظاہرہ کیا۔۔۔۔ حُسنی ایک الگ قسم کی کیفیت کے زیرِاثر تھی ۔۔وہ ان سب کیطرح خوش نہیں تھی اور نہ ہی بظاہر اسکے پاس ایسی کوئی ی وجہ تھی کہ وہ یوں مسرت کا اظہار کرے۔۔۔۔۔۔وہ اداس اور بھاری دل کیساتھ یونی کے گیٹ کیطرف روانہ ہو گ ئی۔۔۔ موسم کے تیور بہت خطرناک تھے۔۔۔وہ پریشانی کے عالم میں رکشے کا انتظار کر رہی تھی لیکن رکشہ ندارد تھا۔۔۔۔وہ پریشانی کے عالم میں بار بار اپنی کلائی ی پر باندھی گھڑی کو دیکھ رہی تھی ۔۔۔اچانک اسکے اس ایک کار کھڑی ہوئی ی۔۔۔وہ کار کو اپنے پاس رُکتے دیکھ کر حواس باختہ ہو گ ئی۔۔۔۔ابھی وہ ی سمجھ نہ پائی ی تھی کہ اسکیطرف کا کار کا شیشہ نیچے ہوا۔۔۔"حُسنی کہاں جا رہی ہو؟"اس نے کمینے انداز میں پوچھا۔۔۔حُسنی اپنی یونی کے باہر احمد کو دیکھ کر حیران ہو گ ئی۔۔۔اسکو یہ شخص رتی برابر بھی پسند نہیں تھا۔۔۔اسکی نظروں میں کمینگی ٹپکتی تھی۔۔۔"مممیں۔۔۔۔۔۔خود چلی جاؤ ں گی۔۔۔آپکو زحمت کی ضرورت نہیں ہے۔۔"اس نے ڈرتے ہوے کہا۔۔۔۔"ارے۔۔۔اب تو زحمت ہمیں ہی کرنی پڑنی پوری زندگی۔۔۔"اس نے جذبات میں ڈوبے انداز میں کہا۔۔۔۔بارش تیز ہو

رہی تھی۔۔۔اسکا عبایا بھی تقریباً بھیگ ہی چُکا تھا۔۔۔"دیکھو! تمہارے بابا کی اجازت سے ہی آیا ہوں۔۔۔تم میری منگیتر ہو۔۔۔چل بیٹھو جلدی"اس نے اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے کہا۔۔۔"بابا" کا لفظ سُن کے اسکے دل میں کچھ چھن کر کے ٹوٹا تھا۔۔بابا تو بیٹیوں کی عزت کے محافظ ہوتے ہیں۔۔۔اور بابا تو اتنے مذہبی ہیں ۔۔۔دین کو مان لینا کافی نہیں ہوتا۔۔۔سکو اپنے دل میں داخل کرنا بھی ہوتا ہے۔۔۔اسکو اپنی گھر کے ماحول سے نفرت تھی۔۔وہ صوم وصلات کی پابند تھی لیکن وہ دین کے احکامات کو دکھاوے کے لیے نہیں اپناتی تھی۔۔۔انکی مذہبی سوچ کا کیا فائدہ جس کے ہوتے ہوئے انھوں نے ایک عارضی رشتے کو اپنی بیٹی کی عزت سونپ دی۔۔۔وہ بے زبان رو رہی تھی۔۔۔احمد کی نظریں مسلسل اسکے گرد طواف کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔"تم کوئی ی بات تو کرو؟"احمد نے خاموشی کو توڑا۔۔۔"میری طبیعت نہیں ٹھیک۔۔۔مجھے گھر جانا ہے پلیز زززز"اس نے روتے ہوئے جواب دیا۔۔۔۔۔۔۔۔"ہو کیا گیا ہے۔۔۔تمہیں مجھ سے باتیں کرنی چاہیئں۔۔۔تم نے گھر جانے کی رٹ لگا رکھی ہے""""وہ غصیلے انداز سے بولا۔۔۔"حسنی اسکے انداز سے اندر تک کانپ اُٹھی۔۔۔۔۔۔۔اچانک احمد کے موبائل کی رنگ ٹون

بجنا شروع ہو گئی۔۔۔اس نے بائیں ہاتھ سے ڈش بورڈ پر پڑے موبائل کو اٹھایا اور کال پک کی۔۔۔۔۔۔۔''ہاں بولو''وہ قدرے نیچی آواز میں بولا۔۔۔حسنی اسکو مصروف دیکھ کر قدرے پُر سکون ہو گئی تھی۔۔۔''ابھی آرڈر دیا ہے۔۔کچھ وقت تو لگے گا۔۔۔یہ کام اتنا آسان نہیں ہے کرنا۔ہی پاکستان ہے۔۔یہاں سے ایسا مال بیرون ملک پہنچانا شیر کی کچھار میں ہاتھ ڈالنے کے مترادف ہے''اس نے تفصیلاً بتایا۔۔۔حسنی اب شیشے سے باہر دیکھ رہی تھی کہ اچانک اسکی نظر بیک مرر می پڑی جہاں انکی کار کے بلکل پچھاڑ میں ایک کار انکو فالو کر رہی تھی۔۔۔جب اس نے ڈرائیونگ پر نظر ڈالی تو بابر کو کار چلاتے پایا۔۔۔بابر ہی بات جان چُکا تھا کہ حُسنی اسکو دیکھ بھی چُکی تھی اور پہچان بھی چکی ہے۔۔اس نے فوراً یوٹرن لیا۔۔۔حسنی کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ اب اسکی نظروں سے اوجھل ہو چُکا تھا۔۔۔حُسنی اب اس بات میں الجھ کر رہ گئی تھی۔۔۔اس دن اسکا یوں مدد کرنا۔۔۔پھر اسکا دفاع کرنا اور اب یوں پیچھے آنا۔۔۔''او کے! میں پہنچ رہا ہوں۔۔۔''احمد نے فون کاٹتے ہوئے کہا۔۔۔حسنی اس سب میں بُری طرح الجھ کے رہ گئی تھی۔۔۔اسکے ذہن میں مختلف وجوہات سر اٹھا رہی تھیں۔۔۔اسی دوران احمد نے گفتگو کا آغاز کیا۔۔۔''مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے۔۔۔ورنہ ہم اکٹھے لنچ کرتے''اس نے نارمل انداز میں

کہا۔۔۔اسی لمحے گاڑی حُسنی کے گھر کے باہر رُکی اس نے خدا کا شکر ادا کیا۔۔۔وہ بنا کچھ کہے اُتر گ ئی اور بنا پیچھے دیکھے گھر میں داخل ہو گ ئی۔۔۔۔گھر میں معمول کے کاموں کے بعد جب وہ فارغ ہوئی ی تو وہ دوبارہ اس متعلق سوچنے لگی۔۔۔۔اب اسکی اس حادثے کے بعد سٹوڈنٹس کی چہ مگوئی یاں حقیقت لگ رہی تھیں۔۔۔۔۔۔وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس سب کو لاشعوری طور پر سوچ رہی تھی۔۔۔۔۔۔وہ اس سب کو افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔جب وہ بابر کے غلط ہونے کا سوچتی تو دل کے اک کونے سے اسکی بے گناہی کی آواز آتی۔۔۔وہ اپنی اس کیفیت کو سمجھ نہیں پا رہی تھی۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤

احمد حُسنی کو اسکے گھر چھوڑنے کے بعد علی کی بلائی ی ہوئی ی جگہ پر گیا۔۔وہ کار سے اُتر کر ایک ہوٹل میں داخل ہوا۔۔۔اس جگہ پر جاتے ہوئے اسکا انداز ایسا تھا کہ وہ کچھ ایسا کر رہا ہے جو وہ چاہتا نہیں تھا کہ کوئی ی ذی روح اس سے واقف ہو۔۔۔وہ وقفے وقفے کے بعد ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔۔۔۔وہ جیسے ہی ہوٹل میں داخل ہوا تو ایک ویٹر فوراً اسکی طرف لپکا۔۔۔"سر آپ اس کارنر والے ٹیبل پر بیٹھیے۔۔۔وہ ریزروڈ ہے آپ کے لیے" اس نے ادباً کہا۔۔۔"مگر میں نے تو ریزروڈ نہیں کروایا" اس نے اُلجھتے ہوئے کہا۔۔"سر وہ ہم اپنے اسپیشل مہمانوں کے لیے ریذروڈ رکھتے ہیں" ویٹر نے

ادا کیا۔۔اس نے فوراً مسکراتے ہوئے اپنی مونچھوں کو تاؤ دیا۔۔۔۔انسان کی نفسیات ہے کہ وہ اپنی تعریف چاہتا ہے اور جب کوئی اسکی تعریف کرتا ہے تو عموماً اس تعریف کے پسِ منظر وجہ کو نہیں سمجھتا اور اپنی تعریف کے نشے میں آ جاتا ہے۔۔وہ مسکراتے ہوئے ویٹر کے ہمراہ کارنر والے ٹیبل پر بیٹھ جاتا ہے۔۔۔ابھی وہ بیٹھ ہی رہا ہوتا ہے کہ ویٹر کا ہاتھ غلطی سے ٹیبل پر پڑی کیچپ کی بوتل پر لگتا ہے اور کیچپ احمد کے کپڑوں پر گرتا ہے۔۔۔"ای مسوسوری سر!!" ویٹر گھبرا کہتا ہے۔۔۔خلاف توقع احمد معاف کر دیتا ہے اور اپنے کپڑوں کو صاف کرنے کے ارادے سے واشروم کی جانب بڑھ جاتا ہے۔۔۔ویٹر اس ٹیبل کی صفائی کرتا ہے تاکہ مہمان خصوصی وہاں بیٹھ سکیں۔۔۔چند لمحات بعد احمد واشروم سے باہر آ جاتا ہے۔۔۔وہ ٹیبل پر بیٹھتے ہی علی کو فون کرتا ہے اور اسے جلدی آنے کا کہتا ہے۔۔۔اتنی دیر میں ویٹر احمد سے اس واقعے کے لیے معذرت کرتا ہے اور آرڈر لیکر چلا جاتا ہے۔۔۔کچھ ہی ساعتیں گزرتی ہیں کہ علی ہوٹل کے دروازے سے اندر داخل ہوتا ہے۔۔۔وہ کارنر والے ٹیبل پر بیٹھے احمد کو دیکھ چکا ہوتا ہے اس لیے وہ سیدھا اسکی ہی طرف جاتا ہے۔۔۔"یار! سارا پلین گڑبڑ ہو گیا۔۔۔یونی میں ہونے والے اس واقعے کے بعد سکیورٹی پہلے سے بھی ڈبل ہو گئی ہے۔۔۔ہمارے لیے اپنا سامان

منتقل کرنااور بھی زیادہ مشکل ہو گیا ہے''علی پریشانی سے کہتا ہے۔۔۔۔۔احمد بات کرنے ہی لگتا ہے کہ ویٹر آرڈر سرو کرنے لگتا ہے۔۔وہ مصلحتاً خاموش ہو جاتا ہے ۔۔۔۔''ابے سالے ! تجھے پیسے میں گھاس چرنے کے لیے دیتا ہوں کیا؟ باہر سے وہ باس کی چیلی مجھ پر دباؤ دن بدن بڑھا رہی ہے۔۔۔میں فلحال اسکوٹال رہا ہوں ۔۔۔لین مجھے نہیں لگتا کہ وہ زیادہ دیر ہمارا انتظار کرے گی۔۔۔۔تو اپنی جان کیسا تھ ساتھ میری جان بھی خطرے میں ڈال رہا ہے۔۔۔''وہ کافی کا کپ ہاتھ میں تھامے ایک ایک لفظ چبا کر ادا کرتا ہے۔۔۔''سب پلین کے مطابق ہو رہا تھا لیکن اسی دن ہی یونی میں یہ ہنگامہ ہوا۔۔۔اور اس وجہ سے ہمیں اپنا کام بہت محتاط انداز میں کرنا پڑ رہا ہے''اس نے تجسس بھرے انداز میں کہا۔۔۔''لیکن ایک بات مجھے سمجھ میں نہیں آ رہی ہے کہ ہم یہ کام کافی مہینوں سے کر رہے ہیں لیکن جب کہ ہم بہت ضروری مال یونی سے باہر منتقل کرنے ہی والی تھے تو اچانک اسی دن اسطرح ہونا اتفاق کی بات نہیں ہو سکتی ہے''احمد نے سوچتے ہوئے ٹھہرے انداز میں کہا۔۔۔''ہاں۔۔۔یہی بات میں سوچ رہا ہوں اس دن سے۔۔۔لیکن وجہ سمجھ نہیں پا رہا۔۔اس سب کے پیچھے کون ہو سکتا ہے؟''علی نے احمد کیطرف دیکھتے ہوئے متجسس انداز میں کہا۔۔۔''ہمارا وہم ہے یہ۔۔۔یاد ہے پچھلی دفع جس ایجنسی نے ہمارے راہ میں آنے کی کوشش کی

تھی۔۔کیسے نست ونابود ہوگ ئے تھے وہ۔۔۔اب کوئی ی بھی ہماری راہ کا کانٹا نہیں
بنی گا۔۔۔ باس کے تعلقات بہت اونچے ہیں۔۔۔اسی لیے تو ہمارے گینگ کو کوئی ی
آج تک آشکار نہیں کر سکا''احمد نے فخر یہ انداز میں کہا۔۔''خدا کرے کے ہمارا وہم
ہی ہو ورنہ ہمیں اپنا کام پہلے سے بھی زیادہ محتاط انداز میں کرنا ہوگا''علی نے تجویز پیش
کی۔۔۔''ہمممم! جلدی ختم کرو کام تا کہ ہم بھی اس ہر وقت کی لٹکتی تلوار کے حراس
سے آزاد ہو سکیں''احمد نے پُر سوچ انداز میں کہا۔۔۔۔اتنی دیر میں احمد کے
اشارے پر ویٹر بل لا چکا تھا اور احمد بل ادا کرنے کے بعد اپنی گاڑی ک طرف روانہ ہو
چکا تھا۔۔۔پندرہ منٹوں کے بعد علی بھی اپنی منزل کی طرف روانہ ہ چکا تھا۔۔۔بلکہ وہ
دونوں اپنی بربادی کیطرف رواں تھے۔۔۔۔وہ ہزاروں معصوم جانیں لے چکے تھے
۔۔۔اور بے شمار لڑکیوں کی عصمتوں کو نشانہ بنا چک ے تھے۔۔۔کبھی کبھی ظالم اپنی
طاقت کے نشے میں بہت کچھ غلط کر رہا ہوتا ہے اور اسکو ان سب کا رتی برابر بھی احساس
نہیں ہوتا۔۔۔اسکا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ رب کی پکڑ سے باہر ہو چکا ہوتا ہے
۔۔۔۔بلکہ رب نے اسے آزاد چھوڑا ہوتا ہے اور وہ خود اپنے لیے مذید تباہی کا سامان پیدا
کرتا ہے۔۔۔۔رب اسکو اسکی سرکشی اور نافرمانی میں اور زیادہ بڑھا دیتا ہے۔۔۔
۔۔۔۔اور ظالم یہ سمجھتا ہے کہ اب وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔۔۔ہر چیز اسکے اختیار میں

آچکی ہے۔۔۔۔درا صل رب نے اسکے رسی کو دراز کیا ہوتا ہے۔۔اور جب اور جیسے رب اسکی رسی کو کھینچتا ہے ظالم کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔۔احمد اور علی بھی اپنے المناک اختتام کیطرف رواں تھے۔۔۔

❤❤❤❤

اے۔پی اپنے اپارٹمنٹ میں سو رہا تھا جب اسکے موبائل کی گھنٹی متواتر بجنا شروع ہو جائی ی۔۔۔ساتویں دفع بیل بجنے کے بعد جب وہاس نے کال اٹینڈ کی تو دوسری طرف زینیا اپنے مخصوص نرم انداز میں سلام لیا۔۔۔۔۔۔۔۔"وعلیکم السلام"اس نے سوال کا جواب نارمل انداز میں دیا۔۔اس نے مروتاً اسکا حال پوچھا اور فون کرنے کی وجہ پوچھی۔۔۔۔۔"ہاں وہ میں آپ سے ملنا چاہ رہ تھی۔۔۔کافی دن ہوے ملاقات نہیں ہوئی ی ہماری۔۔"اس نے جھجھکتے ہوے کہا مبادہ کہ وہ بُرا نہ منا جائے۔۔۔وہ اے۔پی کے نیچر سے واقف ہو چکی تھی۔۔وہ عام شخصیت نہیں تھی۔بلا شبہ وہ حسن کے ساتھ اسی قدر ذہانت بھی رکھتا تھا۔وہ ٹھہرے ہوے انداز والا ایک بے مثال شخصیت کا مالک تھا۔۔۔حسن تو زینیا کی بھی طاقت تھا لیکن وہ اے۔پی کو اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکا تھا۔۔۔حسن پر کشش اور لازول طاقت اس وقت بنتا ہے جب تک اس میں حیا٦ نہ شامل ہو جائے ورنہ اسکی کشش عارضی ہوتی ہے ۔۔۔۔۔۔اے۔پی اسکو منع کرنے کے پر تول ہی رہا تھا جب زینیا پر اسرار انداز میں

گو یاہوئی ی ''پلیز زززززز۔۔۔۔۔اس دفع.ں ع نہیں کیجی ئے گا۔۔۔لاسٹ ٹائی م میری طرف س کافی ادھار رہ گ ئی تھی۔۔''وہ نرم لہجے میں بولی۔۔۔''اوکے ''اے۔پی نے رضامندی کا اظہار کر دیا اور اڈریس کیساتھ اگلے ایک گھنٹے میں پہنچنے کی تاکید کا ٹیکسٹ کر دیا۔۔۔وہ اُٹھا اور وارڈروب سے کپڑے لیکر واشروم میں ریڈی ہونے کے ارادے سے گھس گیا۔۔۔وہ کپڑے پہن کے واشروم سے نکلا۔۔۔اس نے سفید رنگ کی ٹی شرٹ کے ساتھ چیک والی بلیک اینڈ وائٹ پینٹ زیب تن کر رکھی تھی۔۔۔۔وہ شیشے کے سامنے آکر کھڑا ہوا۔۔۔اس نے اپنے بالوں کو تراشا اور حسبِ معمول خوشبو کو اپنے اوپر انڈھیلا۔۔۔اپنے آپ پر ستائی شی نظر ڈالنے کے بعد وہ اپنے روم سے کار کی چابی لینے کے بعد ہوٹل کے پورچ ایریا کیطرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔۔وہ اپنے دیے گ ئے مقررہ وقت سے آدھا گھنٹہ پہلے اپنی منزل کیطرف روانہ ہو چکا تھا۔۔۔یہ پاکستان نہیں تھا جہاں ٹریفک ک قوانین کو آسانی سے توڑا جا سکتا تھا اور کوئی ی قانونی کاروائی ی بھی نہ کی جاتی۔۔ی تُرکی تھا اور یہاں کے لوگ انتہائی ی ڈسپلن کے عادی تھے۔۔۔۔یہاں کا قانون کسی کو بھی قوانین کی پامالی کی اجازت نہیں دیتا تھا۔۔۔وہ انتہائی ی محتاط ڈرائی یو نگ کے بعد مقرر وقت سے پانچ منٹ پہلے ریستوران میں پہنچ چکا تھا۔۔۔وہ گاڑی کو پارکنگ ایریا میں

پارک کرنے کے بعد ریستوران کے داخلی دروازے سے ریسپشن کیطرف گیااور وہاں سے ٹیبل بُک کروانے کے بعد اپنی ٹیبل کیطرف بڑھ چکا تھا۔۔۔۔۔۔ابھی اسکو ابنی نشست پر پہنچے کچھ لمحات ہی ہوے تھے جب اسکو سامنے سے زینیاآتی ہوی دکھائی دی۔۔۔اے۔پی کی نظر جیسے ہی اس پر پڑی زینیانے ہاتھ ہلایا۔۔اے۔پی نے صرف مسکرانے پر اکتفا کیا۔۔۔۔۔۔وہ اب اپنی نشست سنبھال چکی تھی۔۔۔"کیسے ہیں آپ؟"زینیانے ادا کیساتھ بالوں کو کانوں کے پیچھے ارسا۔۔"الحمدُ للہ بلکل فٹ"اس نے نارمل انداز میں کہا۔۔بلاشبہ وہ آج بہت سے مردوں پر بجلیاں گرانے کے حیثیت رکھتی تھی۔۔۔وہ سفید رنگ کے لباس ملبوس کیے ہوے تھے اور اسکے جسم کا تقریباًزیادہ حصہ نمایاں ہورہا تھااور ارد گرد کے بہت سے مردوں کی نگاہوں کا مرکز وہ بنی ہوئی تھی مگر وہ شان بے نیازی سی بیٹھی ہوی تھی۔۔۔۔۔۔مگ اسکی نگاہوں کا مرکز تو کوئی اور ہی تھا۔۔اور وہ اپنی مدِمقابل جس شخص ک اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔وہ آسانی سے اسکے ہاتھ آنے والا نہیں تھا۔۔۔۔۔۔اے پی نے کھانا آرڈر کیااور اس تمام وقت کے دوران وہ مسلسل اسی دیکھ رہ تھی۔۔۔اے۔پی بظاہر تو لا پرواہی کا مظاورہ کر رہا تھالیکن وہ اسکی نظروں کے تعاقب سے خوب واقف تھا۔۔۔..اتنی ہی دیر میں

اچانک وہاں کسی کپل کی فرمائش پر غزل گائی جانے لگی۔۔۔ تمام لگوں نے اپنا چہرہ گلوکار کیطرف مور لیا۔۔

ہر کسی سے بچھڑ گیا ہوں میں
کون دل میں میرا ملال رکھے
شہر ہستی کا اجنبی ہوں میں
کون آخر میرا خیال رکھے

''آہاہاہا'' ایک طرف سے آواز آئی۔۔۔سب شائقین نے تالیوں سے حوصلہ افزائی کی۔۔۔شائقین کے اصرار پر ایک دفع پھر سروں کی محفل کھلی۔۔

دل کی تکلیف کم نہیں کرتے
اب کوئی شکوہ ہم نہیں کرتے
جان جاں اب تجھ کو تری خاطر
یاد ہم کوئی دم نہیں کرتے
دوسری ہار کی ہوس لے سو ہم
سو تسلیم خم نہیں کرتے ہم
وہ بھی پڑھتا نہیں ہے اب دل سے

ہم بھی قاتلے کو نم نہیں کرتے
جرم میں ہم کمی کریں بھی تو کیوں
تم سزا بھی تو کم نہیں کرتے

❤❤❤❤❤❤

کھانا سروہو چکا تھا۔۔۔وہ کھانا کھا ہی رہے تھے کے اچانک اے۔پی کے موبائل پر ٹون بجی۔۔اس نے فورک کو نیچے رکھا اور موبائل کو ان لاک کر کے دیکھا تو سامنے احمد کی لوکیشن اسکے آس پاس کی تھی۔۔۔وہ یہ دیکھ کر پریشان ہوا لیکن اس نے اپنے تاثرات کو نارمل رکھا۔۔۔۔۔۔۔زینیا جو کہ دیکھ ہی اسے رہی تھی تو اسکے یوں گڑبرانے پر اس نے سوال کیا"کیا ہوا؟"۔۔۔"ننننہیں۔۔۔ایوری تھنگ از آلرائیٹ"اس نے متواتر انداز میں کہا۔۔۔"مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے ابھی"اسکی بات جاری ہی تھی کہ زینیا
نے استفسار کیا""""مگر ہم تو یہ کھانا کھا رہے تھے"اس نے ناراضگی سے کہا۔۔۔"میری بات کو سمجھو۔۔۔کام ضروری نہ ہوتا تو میں یوں کھانا ادھورا چھوڑ کر کبھی بھی نہ جاتا"اس نے لچکدار انداز میں کہا۔زینیا کے چہرے پر ناراضگی کا تاثر صاف نظر آرہا تھا۔۔۔وہ یہ کہتے ہی اپنی نشست سے اُٹھا اور خارجی دروازے سے باہر کیطرف چلا گیا۔۔۔اسکے جانے کے بعد زینیا نے فورک اُٹھا کے پلیٹ میں مارا۔۔۔اسکا

موڈ ملکل آف ہو چکا تھا۔۔۔وہ اسکے جتنا ہی قریب آنے کی کوشش کرتی۔۔۔اے۔پی کی اس سے دوریاں اتنی ہے بڑھ رہی تھیں۔۔۔۔ابھی وہ غصے میں گھر جانے کا سوچ ہی رہی تھی۔۔۔۔۔کہ سامنے سے احمد آتا دکھائی دیا اور وہ اسے یوں دیکھ کر حواس باختہ رہ گئی۔۔۔۔"تم یہاں کیسے؟"زینیا نے حیرانی سے سوال کیا۔۔۔۔وہ اے۔پی کی چھوڑی ہوئی نشست سنبھال چکا تھا۔۔۔۔۔اس نے لبوں کیساتھ پانی کا گلاس لگایا ہوا تھا۔۔۔"ہاں بس دیکھ لو تمہیں سرپرائز دینے آیا ہوں"اس نے گلاس کو واپس ٹیبل پر رکھتے ہوئے جواب دیا۔۔۔۔"بکواس نہیں کرو میرے ساتھ زیادہ"زینیا نے لحاظ کو بالائے طاق رکھتے ہوئے گڑائی۔۔۔۔۔وہ اس بات پر حیران تھی کہ اچانک وہ یہاں ترکی میں کیسے آسکتا ہے اور اگر آبھی گیا تو یہاں اور یستوران میں کیسے؟؟۔۔۔۔۔۔۔وہ ان باتوں کو مسلسل سوچ رہی تھی اور سامنے احمد کھانے میں مشغول تھا۔۔۔۔"یہاں کون مرد بیٹھا ہوا تھا میرے آنے سے پہلے؟"اس نے ابرو اچکا کر مشکوک انداز میں زینیا سے پوچھا۔۔۔۔۔"باس میں تم لوگوں کی ہوں۔۔۔۔تم میرے نہیں"اس نے ایک لفظ چبا چبا کر ادا کیا۔۔۔"آہاں۔۔۔اس بات کی ٹھوس دلیل میرے پاس ہے۔۔۔یہاں سے جینٹس پرفیوم کی خوشبو آرہی ہے۔۔۔۔۔"اس نے اپنی بے عزتی کی پرواہ کیے بغیر مزید استفسار کیا۔۔۔۔۔۔زینیا

نے اسکی بات کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھا اور اپنے فون پر مصروف ہو گئی۔۔۔زینیا جس طرح کے کاموں میں ملوث تھی وہاں اعتماد اور شاطر دماغی درکار ہوتی ہے۔۔۔وہ بھی اپنے دھندے کی پکی کھلاڑی تھی لیکن تھی تو وہ عورت ہی۔۔۔وہ احمد کے اس انداز سے اندر تک گڑبڑا چکی تھی اور اب وہ اپنی پریشانی کہ چھپانے کے لیے موبائل کا سہارا لے رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔زینیا وہاں سے اٹھنے کے گیے پر تول ہی رہی تھی جب احمد کھانے سے فارغ ہوتا ہوا بولا ''ہم سب کو باس نے بلایا ہے۔۔۔میں بھی اسی لیے آج ہی پاکستان سے آیا ہوں۔۔۔ہمیں انکے ہیڈ کوارٹر جانا ہے۔۔۔اسے لیے اپنی سرگرمیوں کو چھوڑیں محترمہ اور کام پر دھیان دیں'' اس نے صریحاً طنز کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤

اے۔پی فوراً ریستوران سے نکل کر اپنے ہوٹل واپس آگیا۔۔۔۔۔۔۔وہ یوں احمد کے سامنے نہیں آسکتا تھا۔۔۔وہ جس مشن پر کام کر رہا تھا وہ ترکی کا سب سے بڑا گینگ تھا جو کہ لڑکیاں اور ڈرگز پاکستان سے برآمد کرواتا تھا۔۔۔۔۔دور اس گینگ کو بے نقاب کرنے کے لیے بہت سی خفیہ ٹیمیں کام کر رہی تھیں لیکن اب تک کوئی بھی ان کے ناپاک عزائم کو ناکام رنے میں کامیاب نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔۔اے۔پی کا بہت پرانا بدلہ اس گینگ سے جڑا تھا۔۔۔۔وہ ہر حال میں بدلہ لینا چاہتا تھا اور اس

کے لیے وہ کسی بھی حد تک جا سکتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے اپنے باس کو کال کی اور تمام تفصیلات سے انکو آگاہ کیا۔۔۔۔اور چند ضروری ہدایات لینے کے بعد اس نے کال کاٹ دی۔۔۔۔جس بدلے کے لیے وہ کچھ سالوں سے بے چین تھا۔۔۔اب وہ دن آ پہنچے تھے کہ وہ انتقام کے آگ کو ختم کر کے اپنی انا کو تسکین پہنچائے۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤

زینیا اور احمد باس سے ملاقات کر چکے تھے۔۔۔۔اور یو ملاقات ہمیشہ کیطرح خفیہ ہی ہوئی ی تھی۔۔۔۔۔اور باس نے خاصی عزت افزائی ی کی تھی اور کام جلدی نہ ہونے کے سبب انکو جان سے مروا دینے کی بھی دھمکی دی تھی۔۔۔۔اب انکو ہر صورت میں اپنی جان کو بچانا تھا۔۔۔۔اس کام میں پیسہ جتنا تھا اسکے ساتھ جان جانے کا خوف بھی اسی قدر ہی تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔باس کے آرڈرز کے مطابق انکو اپنی سر گرمیوں کو پاکستان میں منتقل کرنا تھا۔۔۔۔۔کیونکہ یہاں تُرکی میں انکے دشمنوں میں اضافہ ہو چکا تھا اور اسی لیے اب وہ زیادہ دیر یہاں قیام نہیں کر سکتے تھے۔۔۔۔۔اب وہ اپنی تیاریوں میں مصروف ہو چکے تھے۔۔۔۔۔

❤❤❤❤

اے۔پی زینیا کے موبائی ل میں لگے ٹریسر سے انکی سر گرمیوں پر نظر رکھے ہوے تھا۔۔۔۔۔۔زیینیا اپنے باس کا رائٹ ہینڈ تھی۔۔۔۔اسے لیے اس گینگ تک پہنچنے

کے لیے اے۔پی کا ذریعہ واحد زینیا ہی تھی۔۔۔اسے لیے اسکو زینیا کے ساتھ پہلے دوستانہ مراسم قائم کرنے پڑے۔۔۔تاکہ وہ بعد میں اسی دوستی کے سبب استعمال کر سکے۔۔۔۔۔۔زینیا کا سٹینڈرڈ مارکیٹ میں بہت ہائی ی تھا۔۔۔وہ اپنے دھندے کے لیے اپنے سرکل میں موجود مردوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھتی تھی۔۔۔اور ان کو اپنے حسن اور اداؤں میں قید کرتی تھی۔۔۔۔۔اور پھر ان سے اپنا مطلب نکلوا لینے کے بعد انکو دودھ سے مکھی کیطرح نکال پھینکتی تھی۔۔۔اے۔پی اس سے ملاقات کے قبل اسکے متعلق تمام انفارمیشن اپنے ذرائع سے نکلوا چکا تھا۔۔۔۔بس اس دفع کھیل زرا مختلف طریقے سے کھیلا جا رہا تھا۔۔پہلے زینیا اپنے جال میں پھنساتی تھی اور اس دفع وہ خود خوبصورتی کے ساتھ بچھائے ہوے جال میں پھنس رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤

موحد پورے ایک ہفتے کے بعد گھر آیا تھا اور صبا بیگم نے اس کے لیے مختلف ڈشز کا اہتمام کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔سب مزے میں کھانا کھا رہے تھے۔۔۔احد موقع کو غنیمت جانے ہوے کبھی کبھار آنکھ چُرائے راحمین کی پلیٹ سے مال کو غائب کر رہا تھا اور جب راحمین پریشانی میں ادھر ادھر دیکھتی تو وہ سنجیدگی سے کھانا شروع کر دیتا۔۔۔صبا بیگم کھانے کے دوران اس سے اسکے بزنس ٹور کے متعلق دریافت کر

رہی تھیں۔۔۔وہ دھیمے انداز میں کھانے کے ساتھ ساتھ انھیں اپنی بزنس ڈیل کے متعلق بتارہا تھاجو کہ ان کے لیے بہت نفع بخش تھی اور اسکی اور آہل کی بے پناہ کوشوں کے بعد انھیں ملی تھی۔۔۔ابھی وہ بتا کے فارغ ہی ہوا تھاجب احد بہت مان س بولا "بھیا!! پھر ایک اچھی سی ٹریٹ تو بنتی ہے نہ ہم غریبوں کے لیے۔۔۔۔پلیززززززز بھیا"۔۔۔۔صبا بیگم اسکی بات سن کر مسکرارہی تھیں۔۔۔"ہاں بھیا پلیززززززز!!!کافی وقت ہو گیا۔۔۔ہم یوں اکٹھے باہر ہی نہیں گ ۓ۔۔۔آپ زیادہ وقت اپن کام میں مصروف رہتے ہیں" راحمین بھی احد سے اتفاق کرتی ہوئی ی بولی۔۔۔۔۔۔""""اوکے!!ڈن آج رات آٹھ بجے ہم جائی یں گے"موحد نے ہار مانتے ہوے کہا۔۔۔""""یاہووووووو!"احد نے خوشی سے ہاتھ ہوا میں لہرائے۔۔۔"گدھا کہیں کا" راحمین اسکیجا ہلانہ اظہار پر بولی۔۔۔۔۔"گدھے کی بہن گدھی ہوتی۔۔"احد نے اسکو جلانے کے لیے بولا۔۔۔۔موحد پاس بیٹھا آہل سے بات کر رہا تھا۔اور اسکو رات کے ڈنر پر مدعو کر رہا تھا۔۔۔اور اسکو ضرور آنے اور وقت پر پہنچنے کی تلقین کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔صبا بیگم لنچ کے بعد اپنے کمرے میں کیلولہ کرنے کے ارادے سے جاچکی تھیں۔۔موحد اب اُٹھ کے جاچکا تھااور احد ابھی

بھی کھانا ٹھونسنے میں مصروف تھا۔۔۔راحمین ملازمہ کے ساتھ برتن اٹھوا رہی تھیں اور ساتھ ساتھ احد کو کھانا زیادہ کھانے پر القابات نواز رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️

احمد نے حسنیٰ کو فون کر کے اپنے ملک میں نہ ہونے کی خبر دے چکا تھا جس سے وہ قدرے پر سکون ہو گ ئی تھی۔۔۔۔۔وقتی طور پر احمد سے چھٹکارا حاصل ہو گیا تھا۔۔۔۔وہ بس اس وقتی خوشی پر فلحال مطمئ ن تھی۔۔۔۔اسکے ایگزام قریب آ رہے تھے وہ مکمل توجہ ادھر مرکوز کیئے پورے من و عن کے ساتھ امتحانات کی تیاری کر رہی تھی۔۔۔۔پڑھنا اسکا جنون تھا اور اسکی ماما کی خواہش بھی تھی کہ وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرے۔۔۔۔۔اگر اسکی ماما زندہ ہوتیں تو اسکو تعلیم ک حصول کے لیے اتنی کاوش نہ کرنی پڑتی جتنی اسکو کرنی پڑی۔۔۔۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️

راحمین رات ڈنر پر جانے کے لیے تیار ہو کر اپنے کمرے سے باہر نکلی۔۔۔اس نے سفید رنگ کی قمیض کے ساتھ گھیر والی سفید شلوار پہن رکھی تھی۔۔اور چہرے پر میک اپ برائے نام ہی تھا جو کہ اسکے چہرے کی خوبصورتی کو چار چاند لگا رہا تھا اور ڈوپٹے کو سلیقے سے اپنے چہرے کے گرد لپیٹا ہوا تھا۔۔۔اسکی چہرے پر بلا کی معصومیت تھی جس کی وجہ سے وہ اپنی عمر سے چھوٹی لگتی تھی۔۔۔وہ ابھی ٹی وی لاؤنج میں پہنچی ہی تھی

جہاں احد اپنے موبائل پر مصروف تھا۔۔احد کی نظر جیسے ہی پاس سے گزرتی ہوئی راحمین پر پڑی تو اس نے فوراً جملہ کسا"لوگ تو اپنے آپکو پھنے خان اور کسی سلطنت کی شہزادی سمجھتے ہیں جبکہ حقیقت میں وہ""""چلو چھوڑو ہم

نے کیوں اپنی زبان گندی کرنی ہے۔۔۔احد نے اسکے غصے کو بڑھانے کے لیے بات کو ادھورا چھوڑ دیا۔۔۔۔۔۔راحمین اسکے پاس سے چپکے سے گزرتی ہوئی کیچن میں چلی گئی اور احد تو اس نوازش پر بہت حیران ہوا لیکن کچھ لمحوں بعد وہ اپنی معشوقہ واحد یعنی موبائل کے ساتھ مصروف ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔راحمین پیچھے سے آئی اور آئس کیوب کو پیچھے سے اسکی شرٹ میں ڈال دیا۔۔۔پھر احد کا ڈسکو ڈانس شروع ہو چکا تھا اور راحمین مزے سے اسکے ویڈیو بنانے میں مصروف تھی۔۔۔۔جب احد کی شرٹ میں کیوب پگھل گیا اور اسکے ڈانس کو بریک لگ گئی اور وہ آنکھوں میں انگارہ لیے راحمین کو دیکھ رہا تھا تو راحمین نے معصومیت سے آنکھیں

ٹمٹمائیں۔۔۔۔۔۔احد اسکو ویڈیو

بناتا دیکھ چکا تھا اور اسکو یہ فکر لاحق ہو چکا تھا کہ کہیں وہ واٹس ایپ پہ سٹیٹس نہ لگا دے ورنہ اسکی عزت سرعام بک جانی تھی۔۔۔۔اور آخر اسکی بھی کوئی عزت تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"جلدی کرو بھائی انتظر کر رہا ہے تم لوگوں کا ریستوران

میں۔۔۔وہ آہلکے ساتھ وہاں پہنچ چکا ہے۔۔۔ابھی مجھے کال کر کے اس نے جلدی پہنچنے کا کہا ہے"صبا بیگم نے چدر اپنے گرد لپیٹتے ہوے کہا۔۔۔راحمین نے چادر کو اپنے بازو پر لٹکایا ہوا تھا۔۔۔صبا بیگم کی بات سنتے ہی اس نے اس نے چادر کو اچھی طرح اوڑھا اور صبا اور احد کے ہمراہ باہر گاڑی کیطرف چل دی۔۔۔

❤❤❤❤

موحد اور آہل بھی شہر کے ریستوران میں پہنچ چک تھے۔۔۔ریستوران رنگار نگ کی خوشبوؤں سے بھرا ہوا تھاہر طرف روشنیاں منظر کو اور بھی حسین کر رہی تھیں۔۔۔احد اپنے موبائل پر مصروف تھا اور آہل نے بلیک شلوار اور کُرتے کے ساتھ اجرک گلے میں لپیٹا ہوا تھاجو کہ اسکی سفید رنگت پر بہر چ رہا تھا۔۔۔اسک نظری کسی اورہ کو ڈھونڈ رہی تھیں۔۔۔اچانک اسکی نظر ریستوران کے داخلی دروازے سے داخلہوتے ہوے احد دور صبا بیگم کیساتھ راحمین پر پڑی۔۔۔اس نے موحد ک توجہ کہنی مار کر دروازے کی جانب مبذول کروائی ی۔۔۔وہ دونوں ان کو ریسیو کرنے کے لیے دروازے کی طرف بڑھے۔۔۔۔۔آہل نے آگے بڑھ کر صبا سے جھک کر سلام لیا اور احد سے گلے ملا اور بے تکلفی سے اسکے شانوں پر چپت لگائی ی۔۔۔۔۔۔۔اور انکے پیچھے راحمین چادر میں لپٹی تھی۔۔۔اسکا آدھا چہرہ نظر آ رہا تھا۔۔۔اس نے اسکی طرف دیکھتے ہوے آہستہ اور ٹھہرے انداز میں سلام

لیا۔۔۔راحمین کو اسکی نظریں جزبز کر گئی تھیں۔۔۔راحمین نے ایک نظر ڈالتے ہوئے سلام کا جواب جھجکتے ہوئے دیا۔۔۔آہل کو یہ لمحے، یہ رات اور بھی حسین لگنا شروع ہو گئی تھی۔۔۔۔

یہ رات، یہ دن، یہ لمحے اچھے لگتے ہیں
تمہیں سوچوں تو سارے سلسلے اچھے لگتے ہیں
بہت دور تک جانا لن پھر وہیں رہنا
تم سے تمھں تک یہ دائی رے اچھے لگتے ہیں

اب وہ سب ٹیبل پر اپنی نشستیں سنبھال چکے تھے۔۔۔مین سیٹ پر موحد بیٹھا تھا اور اسکی دائی یورب صبا اور راحمین بیٹھ چکی تھیں۔۔۔اور بائی یں طرف احد اور آہل بیٹھ چکے تھے۔۔۔۔۔آہل کی بھٹکی ہوئی ی نظریں راحمین کے دل کی دھڑکن کو مذید تیز کر رہی تھیں۔۔۔۔۔بیٹا ردا کیوں نہیں آئی یں؟۔۔۔۔صبا نے اپنی دوست اور آہل کی ماں کے نہ آنے کے بارے میں استفسار کیا۔۔۔آہل نے بتایا کہ انکو ضروری کہیں جانا پڑ گیا ورنہ انھوں نے بھی اسکے ہمراہ اس ڈنر میں آنا تھا۔۔۔۔۔کھانا تو آرڈ کر لو؟۔۔۔کافی دیر سے خلاف معمول خاموش بیٹھا احد اکتا کے بولا۔۔۔سب کے قہقہے ہوا میں محلول ہوئے۔۔۔۔۔وہ میں اس لیے کہ رہا ہوں کے راحمین کو بھوک لگی

New Era Magazine

ھے ے۔دیکھیں وہ کیسے منھ لٹکائے بیٹھی ہے۔۔۔احد یہ دیکھ کر جھٹ سے
بولا۔۔۔راحمین نے اسکو جنگلی بلی کیطرح دیکھا۔۔اور آنکھوں ہی آنکھوں مں بولی
کہ بیٹا تو گھر چل۔۔۔۔دیکھو بجۓیسے گھور رہی ہے جسسے میں اسکا کیوٹ سا بگر
ہوں۔۔احد فوراًہی اسکی نظروں سے بچنے کے لیے آہل کے ساتھ چمٹ گیا جیسا کہ وہ
بچے کیطرح ڈر رہا ہو۔۔اب راحمین کی نظریں سفر کرتے ہوے آہل کی چورے سینے پر
تھی جس پر احد چمٹا ہوا اسکو آنکھیں مار رہا تھا وہ صرف تاؤ پیچ کھا کر رہ گ ئی
تھی۔۔۔۔۔۔۔سب انکی اس معصومانہ حرکتوں پر ہنس رہے تھے۔۔۔۔۔۔سب کو
ہنسے دیکھ کر اب راحمین بھی مسکرا رہی تھی اور اسکی آنکھوں میں خوشی کی چمک کو آہل
بغور دیکھ چکا تھا۔۔۔اور اسکا ڈمپل اسے ہمیشہ اپنی طرف کھینچتا تھا۔۔۔

میں اسکے حسن کو دیکھوں یا اسکے پیال ئی ہ مسکراہٹ کو

دونوں ہی مجھے سحر میں جکڑ رہے ہیں

آہل کے دل میں یہ خیال آیا۔۔۔موحد کھانا آرڈر کر چکا تھا۔۔اور آہل،صبا اور
موحد آپس میں گفتگو میں مصروف تھے۔۔۔اسی وقت موحد کے موبائ ل پر بیل
بجنا شروع ہوئی ی۔۔۔۔موحد کال اٹینڈ کر کے ایکسیوذ رنے کے بعد ایک طرف چلا
گیا۔۔۔ہاں کیا خبر ہے۔۔۔اس نے دعا سلام کے بعد سوال داغا۔۔۔پھر اگلی

طرف کی گفتگو سننے کے بعد وہ بولا۔۔۔ہاں وہ اھی شفٹ ہونے والے

ہیں۔۔۔سب کی نظروں میں نہ آنے کیوجہ سے وہ آہستہ آہستہ اپنا سیٹ اپ منتقل کر

رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے اپنے دائیں ہاتھ تے اپنے بالوں کو مخصوص انداز

میں سیٹ کیا۔۔۔۔پھر تھوڑے لمحوں کے بعد اسکا قہقہہ ہوا میں معلق ہوا۔۔۔ہاں

وہ بھی ٹھیک ہے۔۔۔۔۔تیری سوچ سے بھی زیادہ مجھے اس سے پیار ہے

۔۔۔۔۔ار تیرے ی الفاظ وسنے نہ تجھے جان سے مار دے۔۔۔۔۔بٹ ہم جیسا بھی

تیرے ساتہ رویہ اپنائے لیکن ہے تو ہمار جگر ہی۔۔۔۔اس نے انداز میں محبت

سموئے کہا۔۔۔۔پھر الوداعی کلمات ادا کر کے کال کوڈ سکنکٹ کر

دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سوری گائی ز۔۔۔اسنے اپنی نشست سنبھالتے ہی معذرت

خواہانہ انداز میں کہا۔۔۔یار جب فیملی ہو ساتھ ہو نا پھر ان کاموں کو ایک طرف کر دیا

کرو۔۔۔آہل نے ہمیشہ کیطرح اسکو سمجھاتے ہوے کہا۔۔۔۔۔راجر باس۔۔۔موحد

نے ہتھیار پھینکتے ہوے کہا۔۔۔۔۔بھیا جس کا اتنا پیارا۔۔۔کیوٹ سا۔۔۔۔۔ہینڈ سم

حد سے زیادہ بھائی ہو۔۔۔ان سب خصوصیات کے ہوتے ہوے بھی آپ اپنے ان

بور نگ کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔۔۔احد نے اپنی طرف سے کمزور دلیل پیش

کی۔۔۔۔ہاں پہاڑی بکرے کے مُنھ والے اتنے تم کیوٹ اور

ہینڈ سم۔۔۔۔۔راحمین طنز سے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔۔۔۔آہل تو جنگلی بلی کی چرب زبانی پراش اش کراُٹھا۔۔۔موحد بس انکی باتوں پر مسکرادیتا تھا۔۔اسکو پتا تھا کہ وہ جتنا ایک دوسرے کو تنگ کرتے ہیں اتناہی ایک دوسرے سے پیار بھی کرتے ہیں۔۔۔۔صباان دونوں کی زبان درازی کو بہت دیر سے دیکھ رہی تھی ۔۔۔۔انہوں نے دونوں کوچپ کروایااور کھاناخاموشی سے کھانے ک تلقین کی۔۔۔سب کھاناخاموشی سے کھارہے تھے جب راحمین کو محسوس ہوا کہ کوئی ی چیزاسکے پاؤ ں کو دھیرے دھیرے دبارہی ہے۔۔۔پہلے تواس نے اپناگمان سمجھا لیکن جب مسلسل یہ عمل ہوناشروع ہو گیاتواس نے معاملے کی تفتیش کی تو معاملے پر غور کرنے سے یہ اندازہ ہوا کہ وہ پاؤ ں بلاشبہ احد کا ہے۔۔۔۔وہ آہستہ آہستہ پنی دانست میں احد کے پاؤ ں پر زور ڈال رہی تھی۔۔۔۔۔لیکن احد کسی قسم کا کوئی ی رد عمل ظاہر نہیں کررہا تھا۔۔۔۔یہ بات اسکو کھٹک رہی تھی کہ شاید احد کچھ اور پلین کر رہی تھی۔۔۔۔۔دوسری طرف احد بھی یہ سوچ رہا تھا کہ راحمین بدلہ کیوں نہیں لے رہی۔۔۔۔جب تک وہ راحمین کو زچ نہیں کرلیتا تھا اسکو کھانا ہضم نہیں ہوتا تھا۔۔۔۔۔دونوں اپنی طرف حیران وپریشان تھے جبہ راحمین کے ستم کوئی ی بہت ہی فراخ دلی اور پیار سے برداشت کررہا تھا۔۔۔۔۔۔کھانا ختم کرنے کے بعد احد نے

مینگو آسکریم فلیور کھانے کا اظہار کیا جبکہ راحمین نے چاکلیٹ فلیور کی فرمائی ش کا اظہار کیا۔۔۔۔۔ لڑائی ی پھر شروع ہونے ہی والے تھی جب آہل نے دونوں ہی فلیور منگوانے کا کہہ کر یہ معمہ بھی حل کیا۔۔۔۔۔ پھر آئی سکریم بھی پر سکون ماحول میں کھائی ی گ ئی۔۔۔۔۔۔اسکے بعد احد نے سیلفی لینے کا کہا تا کہ وہ سٹیٹس لگا سکے۔۔۔سب ریڈی ہے اور احد نے اپنے فون می سیلفی کو کلک کیا۔۔۔

❤❤❤❤

حسنی کا کچھ دنوں سے یونی میں دل نہیں لگ رہا تھا۔۔۔۔۔۔اسکو اپنی امی بہت شدت سے یاد آرہی تھی۔۔۔کیونکہ انکی برسی قریب آرہی تھی۔۔۔۔۔۔اسکا پڑھائی ی میں بھی دل نہیں لگ رہا تھا۔۔۔۔اچانک اسکی سوتیلی ماں نے اسے احمد کیساتھ جلد از جلد نکاح کا حکم صادر کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔وہ افتاد کی چکّیمیں پھنس چکی تھی۔۔۔اسکو اب کوئی ی مسیحہ ہی ان الجھنوں سے نکال سکتا تھا لیکن اسکا اپنا کوئی ی نہیں تھا جو کہ اسکے حصے کی جنگ لڑتا۔۔۔۔۔

❤❤❤❤

احمد اور حسنی پاکستان لینڈ کر چکے تھے۔۔۔اب انکو اپنی تمام تر سر گرمیاں کو پاکستان میں جاری کرنا تھا۔۔۔۔زینیا کو بار بار وہ حسین چہرہ یاد آتا تھا۔۔۔ مگر وہ اپنے اس کام کو چھوڑ کر واپس ترکی اے۔پی کے پاس نہیں جاسکتی تھی۔۔۔اسکی دوستی بہت سے

مردوں سے رہی تھی لیکن جو جادوا۔ی کی شخصیت نے اسکے دل ودماغ پر کیا تھاوہ پہلے کبھی کوئی ی نہیں کر سکا تھا۔۔۔پاکستان کی تمام فورسزانکے گینک کو بے نقاب کرنے کی کوشش میں تھیں لیکن فطرت نے فلحال انکے مقدر میں آزادی لکھی تھی۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤

احمد اور زینیا نے پاکستان آتے ہی علی سے ملاقات کی تھی۔۔۔۔علی نے ہمیشہ زینیا کے بارے میں سُنا ہی تھا لیکن اسکو دیکھ کر وہ اسکے حسن میں مقید ہو کر رہ گیا تھا۔۔اسکے اندر حسنی کو پانے کی طلب پیدا ہوئی ی تھااور یہ طلب اسکی ضد اس واقعے کے بعد بن چکی تھی جب احمد اسکی حسنی کے بارے۔ں میں نیت جان چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔احمد نے علی کو کام پر توجہ دینے کا کہا تھااور اسی تیش میں انکے درمیان بات تلخ کلامی سے ہاتھاپائی ی تک جا پہنچی تھی۔۔علی جنونی قسم کا انسان تھا۔۔۔جوش میں ہوش سے کام نہ لینے والا۔۔۔۔۔اس نے احمد سے اس جھگڑے کا بدلہ لینے کا سوچ چکا تھا۔۔۔۔۔ایک دن وہ احمد کو اپنی کلاس فیلو حسنی کے ساتھ دیکھ چکا تھا۔۔۔۔۔احمد کو حسنی کے ساتھ دیکھنا اس کے لیے کوئی ی عجیب شے نہی تھی۔۔۔۔کیونکہ احمد کیساتھ ہر ہفتے کے بعد کوئی ی ن ئی حسینی نظر آتی تھی۔۔۔اب آگے کا پلین وہ ترتیب دے چکا تھا۔۔۔۔وہ زینیا کو تو کسی نہ کسی طرح

پاہی لینے کاارادہ رکھتا تھالیکن اس سے پہلے وہ احمد کا دماغ ٹھکانے لگاناچاہتا تھا۔۔۔احمد اسکا باس تو تھالیکن وہ حد سے زیادہ اس پر حکم چلاتا تھااور اسے بے عزّت کرتا تھا۔۔۔اسے خفیہ ذرائیع سے علم ہوچکا تھا کہ احمد جلد ہی نکاح کرنے والا ہے۔۔۔

❤️❤️❤️❤️

حسنی بھاری دل کیساتھ یونی گئی تھی۔۔۔آج صبح سے اسکو کچھ انہونی ہونے کا احساس ہورہا تھا۔۔۔وہ اپنے تمام ترخدشات کوایک طرف رکھتے ہوئے یونی گئی تھی۔۔۔وہ اپنی کلاس کیطرف جاہی رہی تھی کہ اسکوایک انجان لڑکی نے کہاکہ اسکو پروفیسر شہروزلائبریری کے ساتھ والے روم میں بُلارہے ہیں۔۔۔۔۔۔وہ بتائی گئی جگہ پر پہنچ گئی تھی لیکن پروفیسر صاحب وہاں کہیں بھی نظر نہیں آرہے تھے۔۔۔وہ لوٹنے ہی والی تھی کہ دراوازہ باہر سے بند کردیا گیا۔۔۔اس نے خوف وہراس سے چلاناشروع کیاجب اسکواپنے پیچھے سے آواز آئی کہ۔۔۔۔کوئی آج تمہیں مجھ سے بچانہیں سکتا۔۔۔۔پھر اس ہیولے کا قہقہہ ہوا میں بلند ہوا۔۔۔حسنی کا گلہ خوف وہراس سے خشک ہوگیا تھا۔۔۔۔وہ مسلسل اس ہیولے سے دور ہورہی تھی۔۔۔۔وہ دل میں رب سے مدد کی اپیل کررہی تھی جب اس ھیولے کے پیچھے سے ایک درازقداورچورے سینے والا نمودار ہودا۔۔۔حسنی اندھیرے کی وجہ سے

اس مسیحہ کو پہچان نہیں سکتی تھی۔۔۔۔وہیولہ اس شخص پر حملہ کرنے ہی والا تھب جب اس شخص نے اسک ٦ گردن پر ایک انجیکشن کو گاڑ دیا۔۔۔اس انجیکشن سے وہ ہیولہ زمیں پر ڈھے چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔راحمین نے خوف سے پوچھا

کککلکون؟۔۔۔۔۔اس شخص نے ٹھہرے ہوے انداز میں کہا کہ تمہارا مسیحہ۔۔۔۔۔۔اسکو یہ ندازاور یہ کلون ک خوشبو شاساں لگ رہی تھی۔۔۔لیکن وہ اسکو پہچاننے سے قاصر تھی۔۔۔۔۔۔۔اس مسیحہ نے حسنی کو وہ دروازہ کھول کر دیا جو کہ لائی بری سے منسلک تھا لیقین بہت کم بچے اس سے واقف تھے۔۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️

جب علی کو ہوش آیا تو وہ لائی بریری کے ساتھ والے روم میں زمین پر اوندھے مُنھ لیٹا ہوا تھا۔۔۔اس نے اپنے جسم کو جنبش دینے کی کوشش کی تو اسکے سر میں درد کی ٹیسیں اُٹھیں۔۔۔اسکو ذہن پر زور ڈالنے کے بعد گزشتہ واقعہ آہستہ آہستہ یاد آیا۔۔۔اسکو یاد آیا کہ وہ اور حسنی اس کمرے میں تھے۔۔۔وہ حسنی کیطرف بڑھ رہا تھا اور اسکے اور حسنی کے درمیان چند فرلانگوں کا ہی فاصلہ رہ گیا تھا جب اسکو اپنے سر کے پچھلے حصے پر چبھن محسوس ہوئی ی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور اسکے بعد جب وہ بے ہوش ہو رہا تھا تو اس نے حسنی کو اس شخص کے ہمراہ باہر کی جانب بڑھتے دیکھا تھا۔۔۔کمرے میں اندھیرہ ہونے کے باعث وہ اس شخص کو پہچان نہیں سکا

تھا۔۔۔۔وہ ہمت کو مجتمع کرتے ہوا اٹھا اور آہستہ آہستہ دروازے تک پہنچا
۔۔۔۔۔۔اور دروازہ بدستور ویسے ہی بند تھا۔۔۔وہ چکراتے سر کے ساتھ یہ سوچ
نہیں پارہا تھا کہ اگر حسنی اس شخص کے ساتھ باہر گ ئی تھی تو دروازہ باہر سے بند ہونا
چاہیے تھا لیکن حقیقت اس سے بر عکس تھی۔۔۔۔اس نے دروازہ کھولا اور
لڑکھراتے وجود کیساتھ دروازے سے باہر نکلا۔۔۔۔۔۔۔۔شاید کوئی ی نشہ آور چیز
اسکے جسم میں انجیکشن ک ذریعے انجیکٹ کی گ ئی تھی۔۔۔۔اس اثر کے ذہر اسکی
چال میں لڑکھراہٹ پیدا ہو گ ئی تھی۔۔۔۔۔اس نے جیسے تیسے اپنے دوست کو
کال کی تھی۔۔۔۔۔وہ سب کی نظروں سے بچ کر اپنے اپارٹمنٹ اپنے دوست کی مدد
سے پہنچا تھا۔۔۔۔اسکی حالت کی خرابی کی وجہ سے اسکا دوست کارڈرائی یو کر کے
اسے چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤

صبا کی طبیعت کچھ دنوں سے خراب تھی۔۔۔۔۔وہ مسلسل کسی غم میں مبتلا
تھیں۔۔۔۔اس طبیعت خرابی کی وجہ موحد کے علاوہ کسی اور کے علم میں نہیں
تھی۔۔۔۔۔وہ اپنے ضروری کام کے کرنے کے بعد گھر آیا تھا جب احد ٹی۔وی
لاؤنج میں بیٹھا ٹی۔وی پر میچ دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔"چھوٹے امی کہاں
ہیں؟"۔۔۔۔موحد نے ٹی۔وی لاؤنج میں داخل ہوتے ہی احد سے

پوچھا۔۔۔۔۔وہ اپنے روم میں ہیں۔۔۔احد نے ٹی۔وی ایک لمحے کے لیے نظریں ہٹاتے کہا۔۔۔۔۔موحد نے اکے روم کے دروازے کے باہر پہنچ کر دستک دی۔۔۔صبا نے آہستہ آواز میں اندر آنے کی اجازت دے دی۔۔۔۔وہ روم میں داخل ہوا تو وہ بیڈ پر نیم دراز لیٹی تھیں۔۔۔۔۔۔کمرے میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔۔۔۔۔موحد انکے پاس کاؤچ پر بیٹھ گیا۔۔۔۔اور انکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں شفقت سے لے لیا۔۔۔۔۔انہوں نے پیار سے اسکے ماتھے سے بالوں کو پرے کیا۔۔۔۔امی آپ پریشان ہیں نہ۔۔۔۔موحد نے فکر مند انداز میں استفسار کیا۔۔۔۔۔۔بیٹا تم جانتے تو ہو کو اپنوں کا غم انسان کو ہارنے پر مجبور کر دیتا ہے۔۔۔۔ ۔۔۔انک لہجے میں شکست تھی۔۔۔۔۔۔امی جی میں اس وقت آپکے احساسات کو سمجھ سکتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔موحد نے انک ہاتھ کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔۔۔۔بیٹا میں اسکی نشانی کو بھی نہیں بچا سکی۔۔۔ کتنی بے بس ہوں میں۔۔۔۔انھوں نے جذبات میں نم لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔امی جی وقت حالات کچھ ایسے تھے۔۔۔۔آپ غمزدہ نہ ہوں ۔۔۔۔موحد نے تسلی دیتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔بیٹا بس یہی سوچ ہر وقت میرے دل میں رہتی ہے کہ پتا نہیں وہ کس حال میں ہو گی وہ یہ بھی سوچتی ہو گی کہ اسکی خالہ نماماں بھی اسکو تحفظ نہی دے پائی ی۔۔۔۔انھوں نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے

کہا۔۔۔۔امی جی میں اسکوڈھونڈنے کی کوشش کررہاہوں۔۔۔۔یہ بات آپکے اور میرے درمیان رہنی چاہیے۔۔۔اس نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے انکو بتایاتاکہ انکے غم میں کمی ہوسکے۔۔۔۔بیٹاوہ کب سے۔۔کیسے۔۔۔۔تم کامیاب ہوئے کہ نہیں۔۔۔۔انہوں نے ایک ساتھ کئی سوال داغے۔۔۔۔امی ابھی میں کوشش کررہاہوں۔۔باقی حقیقت کا صحیح وقت پر بتاؤں گا۔۔۔۔اس نے مصلحتاً کہا۔۔۔۔۔۔انھوں نے موحد کا ماتھا چوما۔۔۔انکو فخر تھااپنے بیٹے پر۔۔۔وہ سب کواکٹھے کرکے رکھنے والا تھا۔۔۔۔سب سے پیار کرنے والا۔۔۔۔وہ جذبات کو آنکھوں میں سموئے اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔وہ کب اتنا بڑااور سمجھدار ہو گیا انکو پتاہی نہیں چلا۔۔۔۔موحد بھی انکو پیار سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔آپ دوائی یاں وقت پر کھایاکریں اوراپنی صحت کا بھی خیال رکھا کریں۔۔۔اسنے مان سے اپنی ماں کو کہا۔۔۔۔۔وہ جواباً مسکرادیں۔۔۔۔اب وہ ان سے انکی دوائی ی کے متعلق بات چیت کررہاتھا۔۔۔۔۔کہ اچانک اسکے موبائی فون پر رنگ بجی وہ ان سے ایکسیوز کرتے ہوئے اپنے کمرے میں کال اٹینڈ کرنے کے لیے چلا گیا۔۔۔۔

❤❤❤❤

زینیا بہت دنوں سے اے۔پی کو فون کررہی تھی لیکن اے۔پی کال اٹینڈ نہیں کررہا تھا۔۔۔روزانہ کیطرح اس نے آج بھی اسے فون کیا تھااور آج اسکی کال اٹینڈ کی

تھی۔۔۔زینیا نے فوراً ہی سلام کیا۔۔۔اے۔پی نے نارمل انداز میں سلام کا جواب دیا۔۔۔آپ میری کال اٹینڈ کیوں نہیں کر رہے تھے؟۔۔۔زینیا نے ناراض لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔۔۔بس میں مصروف تھا اس لیے نہیں کال اٹینڈ کر سکا۔۔اے۔پی نے اسکو مطمئن کرنے کے لیے جواز پیش کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک ہم کہ آپکی آواز سننے کے لیے ترسے ہوئے ہیں اور آپ ہیں کہ ہماری کال اُٹھانے کے بھی روادار نہیں ہیں ۔۔۔زینیا نے اسکو پھنسانے کے لیے تبش کا پتہ پھینکا۔۔۔۔۔ ہممممممم۔۔۔اے۔پی نے اسکی بات کو ملحوظ خاطر رکھے بغیر لاپرواہی سے جواب دیا۔۔۔وہ بھی اپنی دنیا کا بادشاہ تھا۔۔۔وہ جانتا تھا کہ کونسا پتہ کب پھینکنا ہے اور بازی کو کیسے پلٹنا ہے۔۔۔لیکن وہ صحیح وقت کے انتظار میں تھا۔۔۔۔زینیا کا دل اسکا جواب سُن کر مسوس کر رہ گیا تھا۔۔۔۔اسکا خیال تھا کہ وہ کوئی حوصلہ افزا جواب دے لیکن اسکی کھیلی ہوئی چال بے فائدہ ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔تم کہاں ہو؟اے۔پی نے سرسری سا سوال پوچھا۔۔۔۔میں پاکستان میں ہوں۔۔زینیا نے اپنے لہجے میں آئی خوشی کو چھپا کر جواب دیا۔۔اے۔پی کا یوں اسکی فکر کرنا اسکے دل کو بھایا تھا۔۔۔۔ صحیح !کوئی کام ضروری تھا؟۔۔۔۔۔۔۔اس نے بات کو بڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔ہاں وہ میں کالا دھندہ کرتی ہوں۔۔ڈرگز کو اور لڑکیوں کو

اسمگل کرتی ہوں۔۔۔زینیانے چند سیکنڈ ز میں اپنی روداد سنائی ی۔۔۔اچھا پہلے کبھی بتایا نہیں تم نے۔۔۔اے۔پی ناراضگی سے گویا ہوا۔۔۔زینیا کا یوں اسکے متعلق بات کرنا دل میں ن ئے جذبات کو پڑوان چڑھا رہا تھا۔۔۔۔وہ جزبات میں بہہ کر اپنے راز کو افشاں کر رہی تھی۔۔۔زندگی ہو یا میدان جنگ ہمشہ وہی لوگ جیتتے ہیں جو اپنے ہوش وہواس کو اپنے قابو میں رکھتے ہوے فیصلہ کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔زینیا جوش میں اپنے ہواس کو کھو بیٹھی تھی۔۔۔۔شاید عورت ہی جزباتی طور پر مضبوط ہوتی ہے اور کمزور بھی۔۔۔وہ جذبات کے پس منظر وجوہات کو سمجھ نہیں پاتی اور کمزور ہو جاتی ہے اور دھوکے کا شکار ہو جاتی ہے۔۔۔۔مذید گفتگو ک بعد اے۔پی فون بند کر چکا تھا۔۔۔زینیا اس احساس کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے محسوس کر رہی تھی۔۔۔وہ لاحاصل کی تمنا میں تھی۔۔۔۔لاحاصل کی تمنا انسا نکو رسوا کر دیتی ہے۔۔۔لاحاصل کی تلاش سیر اب کیطرح ہوتی ہے جسکو پا کر بھی انسان اس سے محروم ہی رہتا ہے۔۔۔۔۔

❤❤❤❤

بابر آج تھوڑے دنوں کے بعد یونی آیا تھا وہ میڈیکل لیو پر تھا۔۔۔وہ اپنی کلاس میں بیٹھا نوٹس کا بغور مطالعہ کر رہا تھا اور سب سٹوڈنٹس اپنی سرگرمیوں میں مصروف تھے کیونکہ سر شہروز آج چھٹی پر تھے اور کلاس فری تھی۔۔۔بابر کا چند دنوں کی چھٹی کے

باعث کافی حرج ہوچکا تھا اسی لیے اب وہ دھیان سے نوٹس پڑھ رہا تھا جب کلرک نے آکر اسے آفس میں پرنسپل کے بُلانے کی وجہ دریافت کرنا چاہی لیکن وہ کلرک صرف پیغام دیکر چلا گیا وہ بھی آفس کیطرف چل پڑا۔۔۔۔وہ پرنسپل آفس کے باہر چند لمحوں کے لیے رُکا اور اپنے آپکو قدرے پُرسکون کرتے ہوے اندر داخل ہو گیا۔۔اس نے روم میں داخل ہوتے ہی مؤدبانہ سلام کیا۔۔۔جب وہ پرنسپل کے آفس میں پہنچا تو اسکے بائیں طرف علی اور اسکا ایک دوست کھڑا تھا۔۔۔وہ وہ بت ابھی تک سمجھ نہیں پایا تھا کہ اسکو کس جُرم میں پرنسپل نے یوں بُلایا تھا۔۔وہ نظریں چُرائے کبھی علی کو دیکھتا اور کبھی پرنسپل کے بدلتے تاثرات کو ملاحظہ کرتا۔۔علی اسکی طرف فاتحانہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے دیکھ رہا تھا۔۔بابر کو اتنی بات سمجھ میں آچکی تھی کہ اسکو علی کی کسی چال کے سبب بلایا گیا تھا۔۔۔۔۔وہ حالات کے تانے بانے کو بُن رہا تھا جب پرنسپل نے نپے تلے الفاظ میں اسے یوں بُلانے کی وجہ بیان کی۔۔۔۔۔بابر آپ نے کل حُسنی کو لائبریری کے ساتھ والے روم میں بُلایا اور اسکے ساتھ بتمیزی کرنی کی کوشش کی۔۔اور جب علی وہاں پر پہنچا تو آپ نی سارا معاملہ اسکے کندھوں پر ڈال دیا۔کیا یہ حقیقت ہے؟انھوں نے بات کے اختتام پر سوال دراز کیا۔۔بابر نے انکی بات کو تحمل سے سُنا اور پھر ادب کیسا تھ گویا

ہوا۔۔۔ سر پہلی بات تو یہ کہ میں تین دن سے میڈیکل لیو پر تھا۔۔اور میں آج تین دنوں کے بعد یونی آیا ہوں۔۔۔مجھے تو اس معاملے کا پتا ہی نہیں ہے اور یہ مجھے ابھی آپ کی زبانی معلوم ہوا ہے۔۔۔۔۔اس نے جواب دینے کے بعد علی کے چہرے کو دیکھا جو کہ لٹھے کی مانند سفید پر چکا تھا۔۔۔۔پرنسپل نے اب مشکوک نظر وکیساتھ علی ک دیکھا۔۔۔سر یہ جھوٹ ہے۔۔۔علی نے فوراً اپنا دفاع کیا۔۔۔ بلکل صحیح کہا۔۔۔علی اسکے جملی کو سُن کر محفوظہ چکا تھا اور اب پرنسپل بابر کی جانب دلیل طلب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔جھوٹ وہ ہے جو آپ نے بتایا۔۔۔جو میں نے بتایا وہ حقیقت ہے۔۔۔بابر نے وقف کے بعد عل کی جانب دیکھتے ہوے بات کا آغاز کیا۔۔۔۔۔پرنسپل اس معاملے کے دوران کبھی علی کو دیکھتے اور کبھی بابر کو۔۔۔وہ انصاف پسند آدمی تھے۔۔۔۔وہ دونوں سٹوڈنٹس کے دلائی ل کو مد نظر رکھتے ہوے فیصلہ کرنا چاہتے تھے۔۔۔۔۔بابر اب گیند علی کے کورٹ میں پھینک چکا تھا۔۔۔۔۔تم میری بات کو غلط کہہ رہے ہو تمہارے پاس کوئی ی ثبوت ہے ؟ علی نے پرنسپل کیطرف دیکھتے ہوے کہا۔۔۔۔۔نہیں ہے۔۔۔۔لیکن آپ کی کہی ہوئی ی بات کے مطابق آپ بھی میری بات کے غلط ہونے کی توثیق کر رہے ہیں۔۔کیا آپکے پاس کوئی ی ثبوت ہے ؟ بابر نے اسکی دلیل اسی پر پلٹ دی۔۔۔اور ایک ابرو کو دوسرے

سے بلند کرتے ہوے چیلنج کیا۔۔۔۔پرنسپل بابر کی بات سے متفق ہوئے اور انھوں نے علی سے کہا۔۔ہاں تمہارے پاس کیا ثبوت ہے ؟۔۔۔۔علی نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔۔۔۔۔۔۔سر وہ ثبوت کی کیا ضرورت یہاں۔۔۔آپکو میری بات پر یقین نہیں ہے کیا؟ علی نے کمزور دلیل پیش کرتے ہوے پرنسپل کو ایمو شنل بلیکمل کیا۔۔۔۔بابر کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آئی ی۔۔۔۔علی زیادہ ہی سمارٹ بننے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔بابر خاموش ہی رہا اور پرنسپل بھرپور طنز لہجے میں سموئے بولے۔۔۔۔۔بیٹا آپ کا اگر پچھلا ریکاڈ دیکھا جائے تو آپکے اور بابر کے باہمی جھگڑوں میں ہمیشہ آپ غلط ثابت ہوئے ہیں۔۔۔اور آپکا بابر پر ہر الزام بے بُنیاد ثابت ہوا۔۔۔۔۔۔سوری ٹو سے (کہنے کے لیے معذرت) اس دفع بھی آپ مجھے غلط لگ رہے ہیں۔۔۔۔۔۔یہ سُنتے ہی نے شرمندگی سے آنکھیں جھکا لیں۔۔۔۔۔۔۔۔اس ساری گفتگو میں علی کا دوست خاموش سا تھی تھا۔۔۔۔وہ بازی کو پلٹتے دیکھ کر دل ہی دل میں اپنے آپکو لعن طعن کر رہا تھا کہ اسکو علی کیساتھ آنا ہی نہ ٦ں چاہیے تھا۔۔۔۔۔۔۔سر میرا یقین کریں کے وہ بار جیسا ہی تھا جس نیے میرے سر پر پیچھے سے وار کیا تھا۔۔۔۔۔علی نے پھر جواز پیش کیا۔۔۔سر شاید اس وقت یہ مجھے اپنے ہوش وہواس میں نہیں لگ رہے ہیں۔۔۔ایکطرف یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے

انکے پیچھے سے وار کیا۔۔۔جب انکا چہرہ سامنے کی جانب تھا تو یہ پیچھے سے کیسے پہچان گ ئے کہ میں ہی ہوں۔۔۔کوئی ی اور بھی تو ہو سکتا تھا۔۔۔اور دوسری طرف یہ کہہ رہے ہیں کو اس دوران لائی بریری میں آنے والا میرے جیسا ہی تھا۔۔۔میرے جیسا ہونے میں اور میں ہی ہونے میں بہت فرق ہے۔۔۔بابر نے مدلل انداز میں جواب دیا۔۔۔پرنسپل اب سو فیصد یو بات جان چکے تھے کو علی غلط بیانی کر رہا ہے۔۔۔۔علی اب اپنا پہلے والا اعتماد کھو چکا تھا۔۔۔اس نے آخری کوشش کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔۔۔سر یہ الفاظ کا ہیر پھیر کر کے آپکو حقائق سے گمراہ کر رہا ہے۔۔۔۔اس نے آخری پتہ پھینکا تھا۔۔۔سر ایسا ہی ہو رہا ہے لیکن ایسا کرنے والا میں نہیں علی ہے۔۔۔یہ اپنی ارادوں کو میرے زریعے آپ تک پہنچا رہے ہیں۔۔۔۔بابر نے پرنسپل کیطرف اعتماد سے دیکھتے ہوے کہا اور بات کے اختتام پر علی کیطرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سر آپ حُسنی کو بلا لیں ۔۔۔ابھی معاملہ کلئیر ہو جائے گا۔۔۔۔۔علی نے مشورہ دیا اور آنکھوں سے بابر کو یہ یقین دلا یا کے وہ اسک کبھی جیتنے نہیں دے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔علی جانتا تھا کہ حُسنی عزت دار گرل ہے وہ کبھی بھی یوں اپنے لیے رسوائی مول نہیں لے گی۔۔۔۔اور 12 جولائی والے ودقعے کے بعد وہ بابر کے خلاف تھی۔۔۔کیونکہ وہ یونی میں اسکی

رسوائی ی کا موجب بنا تھا۔۔۔رنسپل اس دوران کلرک کو حسنی کو بلانے بھیج چکے تھے۔۔۔۔ علی پریشانی میں اپنے ہاتھوں کی اُنگلیاں مڑور رہا تھا اور کینی پرور نظروں بابر کو دکھ رہا تھا۔۔۔ بابر اسکی نظروں کی تپش کو محسوس کر رہا تھا لیکن اپنے آپکو لاپرواہ ظاہر کرتے ہوے وہ اپنی پیشانی پر آۓ بالوں کو دائیں ہاتھ سے پیچھے ہٹا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔پرنسپل فون سُن کے فارغ ہو چکے تھے اور اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی ی اور آنے والے نے سلام لیا اور اسکے اندر کی گھٹن اسکی آواز کی لڑکھراہٹ سے محسوس کی جاسکتی تھی۔۔۔۔۔۔۔پرنسپل نے بلند آواز میں جواب دیا اور بابر نے بُنھمیں جواب جبکہ علی اور اسکے دوست نے جواب دینے کی زحمت ہی نہیں کی۔۔۔۔۔ حسنی بابر کو وہاں دیکھ کر اندر تک کانپ کے رہ گ ئی تھی کیونکہ و شخص ہمیشہ ہی اسکی ذلت کی وجہ بنتا تھا اور آج پھر اسکا وہاں ہونا اسے بہت کچھ غلط ہونے کا سندیشہ دے چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔وہ ان دونوں کے درمیان تھوڑے فاصلے پر کھڑی ہو چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔پرنسپل نے اسکی طرف دیکھتے ہوے شفیق لہجے میں کہا۔۔۔بیٹا ہم آپ سے کل لائبریری والی واقعے کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتے ہیں۔۔۔۔ حسنی نظریں زمین پر گاڑے ان نکے الفاظ کو سماعت کر رہی تھی۔۔۔۔۔اس نے بہت سے آنسؤ ں کو اپنے حلق می اُترتے ہوے مدھم آواز میں بولی۔۔۔۔جی

پوچھیے۔۔۔۔۔۔پرنسپل صاحب نے تمام قصہ اسکے گوش گزار کرتے ہوئے پوچھا کہ ایسے ہی ہوا تھا؟ حسنی نے حقیقت سے آگاہ کر دیا اور ہ بتایا کہ اسے دھوکے سے بلایا گیا تھا۔۔۔۔۔دس تمام گفتگو کے دوراں بابر نے ایک لمحہ کے یے بھی اسکی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔۔سر جیسا کہ مس حسنی نے آپک آگاہ کیا کہ وہ آنے والے تیسرے انسان کو نہیں پہچان پائی یں۔۔۔جبکہ اکا چہرہ اس جانب تھا۔۔۔جب ی نہیں پہچان پائی یں تو علی کیسے پہچان گیا؟ مس حسنی دیکھ کے نہی پہچان پائی یں جبکہ علی بن دیکھے ہے پہچان پائے۔۔۔یہ کیسے ممکن ہے؟ اور بقول مس حسنی کے وہ تیسرہ انسان بعد میں کمرے میں آیا یعنی کو وہ دوسرا انساں پہلی ہی کمرے میں تھا۔۔اسی لیے دروازہ باہر سے پلیننگ کے تحت بند کیا گیا اور باہر تالا لگا دیا گیا۔۔۔۔اسی سبب تیسرے انسان کو کھڑکی میں سے آنا پڑا۔۔۔اور اگر میں نے ایسا کیا بھی ہے تو یہ بات تفصیلاً علی کو کیسے معلوم؟؟ کیونکہ میں ایسا کرنے کے بعد انکو نہیں بتانے والا تھا جبکہ سب یہ جانتے ہیں کو انکی اور میری دیرینی دشمنی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہ تو اس طرح روانی سے بتا رہے ہیں جیسا کہ سب کچھ پہلے پلین ہو۔۔۔۔۔یہ تو رٹ رٹائی ی پہلے سے تیار شدہ تقریر آپکو سُنا رہے ہیں۔۔۔۔بابر نے اپنا مؤقف واضح بیان کر دیا تھا اور اس سب کے بعد علی کچھ کہنے کے قابل نہیں رہا تھا۔۔۔اسکا رنگ زرد پڑ چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔حسنی اس سب

کے دوران خاموش رہی تھی۔۔۔وہ اس واقعے کے آخری حصے کو حذف کر چکی تھی کہ اسکو بچانے کے لیے اسکا مسیحہ بھی آیا تھا اور نہ ہی کسی کی اس جانب توجہ مبذول ہوئی ی تی کو ہو وہ اس کمرے سے باہر کیسے آئی ی؟؟؟۔۔وہ یہ بات بتا کر اپنے کردار پر مذید سوالوں کو اُٹھنے نہیں دے سکتی تھی۔۔۔۔جو جیسا بھی ہو رہا تھا اسکی بے گناہی اور پاکیزگی کو بیان کرنے کے لیے کافی تھا۔۔۔۔۔۔۔۔پرنسپل نے اسے جدنے کی اجازت دے دی اور وہ ہلقے وجود کیسارھ اپنے گھر کیطرف روانہ ہو چک تھی کیونکہ اسکی کوئی ی کلاس نہیں تھی۔۔۔۔وہ ویسے اپنے کام سے بھی فارغ ہو ہی چکی تھی۔۔۔۔۔پرنسپل صاحب دونوں فریقوں کی دلائی ل کو مد نظر رکھتے ہوے اس نتیجے پر پہنچے تھے کے بابر بے گناہ ہے۔۔۔۔اور علی کو پہلی بھی بہت دفع وارن کر چکے تھے لیکن وہ اپنی ڈیٹھ ور نڈر طبیعت کے باوجود باز نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔علی لاجواب ہو چکا تھا اور اب مذید اپنے دفاع میں بولنا مزید اپنی شامت لانے کے مترادف تھا۔۔۔وہ اپنی جگہ پر پیچ وتاپ کھا کر رہ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پرنسپل نے اسکو یونی سے خارج کر دیا تھا اور اسکو یونی سے فوراً جانے کا حکم جاری کر دیا تھا۔۔۔۔علی کا دوست آفاق جو اسکے حق میں گواہی دینے آیا تھا وہ علی کے وہاں چلے جانے کے بعد بہت خوف اور رمندگی محسوس کر رہا تھا۔۔۔۔پرنسپل نے آفاق کی بھی بے عزّتی کی اور اسے آئی ندہ یوں غلط بیانی کرنے

سے وارن کیا۔۔۔وہ معذرت کر کے پرنسپل کے حکم کے مطابق وہاں سے رفو چکر ہو چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اب صرف پرنسپل روم میں بابر اور پرنسپل ہی رہ چکے تھے۔۔۔۔۔بیٹا سوری آپ پر یوں شک کرنے کے لیے۔۔۔ہر دفع آپ کو یہں کٹہرے میں کھڑے کرنا پڑتا ہے۔۔۔۔۔پرنسپل صاحب نے معذرت خواہانہ انداز میں کہا۔۔۔۔۔۔۔ارے نہیں۔۔۔آپ شرمندہ نہ کریں مجھے۔۔میں سمجھ سکتا ہوں کہ ایسا کرن آپ کے عہدے کا حصہ ہے۔۔۔بابر نے کو باہم باندھتے ہوے کہا۔۔۔۔۔۔بہت شکریہ سمجھنے کے لیے۔۔۔۔۔پرنسپیل نے مسکراتے ہوے کہا۔۔۔۔نو نیڈ ایٹ آل۔۔۔۔بابر نے دائی یاں ہاتھ سینے پر رکھتے ہوے کہا۔۔۔۔۔۔۔اور پھر وہ پرنسپل آفس سے نکلا اور پارکنگ ایریا میں سے اپنی کار نکالی اور یونی کے گیٹ سے نکلتے ہوے سڑک پر روانہ ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤

حسنی جب گھر پہنچی تو وہ کافی ہلکا محسوس کر رہی تھی۔۔۔جب سے لائی بریری والا واقعہ ہوا تھا وہ اندر تک لرز چکی تھی۔۔۔۔ہر قسم کا غم انسان سہہ سکتا ہے لیکن عزت کا معاملے میں کوئی ی بھی کمی یا کوتاہی برداشت نہیں کی جا سکتی۔۔۔۔شاید مرد کو اس معاملے میں ذرا گنجائی ش معاشرہ دے سکتا ہے لیکن معاشرہ عورت کو گنجائی ش قطعاً نہیں دیتا۔۔۔۔یہ معاملہ اسکی عزت کا معاملہ تھا اگر وہ مسیحہ صحیح وقت پر نہ پہنچتا تو اسکی

عصمت کیساتھ کیاہو سکتا تھاوہ یہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔مرد کی عزت کالی چادر کیطرح ہوتی ہے جس پر اگر کوئی ی بدنماداغ لگ بھی جائے تو قابل محسوس نہیں ہوتا جبکو عورت کی عزت سفید چادر کیطرح ہوتی ہے۔۔جس پر کوئی ی چھوٹے سے چھوٹاداغ بھی لگ جائے توزیادہ محسوس ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اب وہ اپنے معمول کے کام بپٹا کے اپنے لمرے میں جاچکی تھی اوراپنے رب کے حضور سربجود تھی۔۔۔۔۔۔دنیاوالوں کے سامنے جھکنے سے بہتر ہے کہ اس خالق کے سامنے جھکا جائے تاکہ وہ آپکو کسی اور کے سامنے نہ جھکائے۔۔۔۔اپنے ہی جیسی مخلوق کے سامنے جھکناتوہین آمیز بات ہے لیکن اپنے سے اعلیٰ ذات کے سامنے جھکناانسان کواس خالق کی نظر میں بہت عظیم الشّان بنادیتا ہے۔۔۔۔

❤❤❤❤

صباعصر کی نماز پڑھ کے فارغ ہی ہوئی ی تھیں کوبیڈپر پڑاانکے سیل کی ٹون بجنے لگی ۔۔۔وہ جائے نماز ک تہہ لگاتے ہوئے اُٹھیں اوربیڈتک آئی یں۔۔۔انھوں نے تہہ شدہ جائے نماز کوبیڈپر رکھااور کال کواٹینڈ کرکے کان کے ساتھ لگایا۔۔۔دوسری طرف ردابیگم بات کررہی تھیں۔۔۔ابتدائی ی سلام دعاکے بعد انھوں نے اپنے فون کرنے کی اصل وجہ بتائی ی۔۔۔آج انھوں نے ایک خاص مقصد کے تحت کیا تھا۔۔۔وہ مقصد جس کے تحت دوانسان رشتہ احصان میں بندھ

جاتے ہیں۔۔۔۔وہ رشتہ جو پاکیزہ ہوتا ہے۔۔۔ہھ رشتہ جس سے دو لوگ یکجاں ہو جاتے ہیں۔۔۔وہ رشتہ جس میں دو دل ہمیشہ کے لیے پیار کے رشتے میں جُڑ جاتے ہیں۔۔۔۔وہ رشتہ جس میں دو لوگوں کی زندگی باہم جڑ جاتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️

میں آپکی بات سُن چکی ہوں لیکن میں کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے اپنے گھر میں مشورہ کرنا چاہتی ہوں۔۔۔انھوں نے تذبذب بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔کیا یہ سب کچھ زیادہ جلدی نہیں ہو رہا؟۔۔۔۔انہوں نے کچھ وقفہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔چلیں۔۔اللہ خیر کرے۔۔۔انہوں نے ردا کی بات سنتے ہی فوراً کہا۔۔۔اور کال منقطع کرتے ہوئے اُٹھیں اور تہہ شدہ جائے نماز کو اُسکی مقررّہ جگہ پر رکھا۔۔۔۔۔۔۔اور کمرے سے باہر کچن میں جانے کے ارادے سے آئی یں تاکہ رات کے کھانے کا اہتمام کر سکیں۔۔۔۔۔۔۔موحد صبح سے گھر سے باہر تھا اور پھر وہ آہل کو ملنے آفس گیا تھا تاکہ کاروباری معاملات کو دیکھ سکے۔۔۔۔۔۔اس نے رات کا کھانا گھر آکر تناول کرنا تھا۔۔۔موحد کم وقت گھر میں رہا کرتا تھا اس لیے صبا کی یہ کاوش ہوتی تھی کہ وہ اس کے لیے اچھی سی اچھی ڈشز بنائی یں۔۔۔۔۔۔۔۔۔را حمین اپنے کمرے میں سوئی ہوئی تھی اور احد اپنے دوستوں کیطرف تھا۔۔۔وہ عیاشی

طبیعت تھا۔۔ سیر و تفریح کا عادی۔۔۔۔۔۔ موحد نے اسکو ڈھیل دی ہوئی ی تھی۔۔۔ کیونکہ عاصم کی وفات کے وقت احد چھوٹا تھا۔۔ موحد نے اسکو بہت پیار سے پالا تھا۔۔۔ وہ اسکی ہر خواہش کو پورا کرتا تھا تاکہ اسکو باپ کے پیار کی کمی محسوس نہ ہو سکے۔۔۔ اور وہ صبا سے بھی کہتا تھا کہ احد ابھی چھوٹا ہے۔۔۔ اسکو زیادہ ڈانٹا نہ کریں۔۔۔ ابھی بچّہ ہے سنبھل جائے گا۔۔۔۔ موحد زیادہ تر اپنے کاروباری معاملات کے باعث مصروف رہتا تھا لیکن وہ احد کیطرف سے غافل نہیں رہتا تھا۔۔ موحد کی غیر موجودگی میں آہل اسکی نگرانی کرتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️

احمد نے علی کو فون کیا اور وجہ دریافت کی یونی والا مال اب تک کیوں ٹرانسفر نہیں ہوا؟۔۔۔ علی یونی والے معاملے کے بعد اپنے اپارٹمنٹ پہنچا ہی تھا کہ اسکی جیب میں موجود موبائل بجنے لگا۔۔۔۔۔۔۔ وہ اپنی توہین پر آگ بگولہ ہو رہا تھا اور اسی غصے میں وہ اپنے اپارٹمنٹ میں موجود چیزوں کو تہس نہس کر رہا تھا۔۔ اسی دوران احمد کی کال آئی ی۔۔۔ علی نے پہلے تو غصے میں کال کو کاٹ دیا۔۔۔۔ لیکن جب احمد کی متواتر کالز آنا شروع ہوئی یں تو علی نے خود کو نارمل کرتے ہوئے کال اٹینڈ کی اور فون کان کیساتھ لگایا۔۔۔ ہاں بولو جلدی۔۔ اور اپنی ہیر وپنتی مجھ پر نہ جھاڑنا۔۔۔۔۔۔۔ علی نے کال اُٹھاتے ہی کہا۔۔۔ دماغ تو سیٹ ہے کہ نہیں؟ یہ تم کس لہجے میں بات کر

New Era Magazine

رہے ہو۔۔میں باس وں تمہارا۔۔۔۔احمد نے غصہ نارمل کرتے ہوئے

کہا۔۔۔اوووہہہ !اچھا۔۔باس ہو خدا نہیں۔۔۔مجھے خریدا

نہیں ہے تم نے۔۔۔۔علی نے غصہ اُتارتے ہوئے کہا۔۔۔بکواس بند کرو۔۔

۔۔تمہارا دماغ سیٹ کرنے می مجھے زیادہ وقت نہیں لگے گا۔۔چپ چاپ کل یونی جا

اور مال ٹرانسفر کروا۔۔۔پارٹی نے بہت جلدی مچائی ی ہوئی ی ہے۔۔۔۔احمد نے

ایک ایک لفظ چبا چبا کرادا کیا۔۔۔۔۔نہیں جا سکتا میں اب یونی۔۔۔سمجھ میں

آگ ئی بات۔۔۔نکال دیا ہے سالے یونی والوں نے۔۔۔۔اب تم جانو اور تمہارا

کام۔۔۔۔میرا دماغ خراب نہیں کرنا بار بار کالز کرکے۔۔۔علی نے ہنکرو بھرتے

ہوئے کہا۔۔۔۔۔یہ کیا بکواس کر رہا ہے ؟؟یوں منزل کے قریب آکر ایسا نہیں ہو

سکتا۔۔۔ہم ڈوب جائی یں گے سارے۔۔۔۔احمد نے دھاڑتے ہوئے

کہا۔۔۔۔۔اگلی طرف سے جواب نہ پا کر احمد نے ہیلو ہیلو کہا لیکن علی کال کاٹ چکا

تھا۔۔۔احمد نے غصے سے موبائی ل بیڈ پر اچھالا دوع خود اپنے ہاتھوں کو بالوں میں

پھنسائے صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔کچھ لمحات کے بعد وہ اٹھا اور اپنے موبائی ل سے

مطلوبہ نمبر نکال کر کال کی اور موبائی ل کان کے ساتھ لگالیا۔۔۔۔کال پک ہوتے

ہی وہ بولا۔۔۔آج علی کیسا تھ یونی میں کیا ہوا ہے۔۔۔اس متعلق تمام تفصیل مجھے

آدھے گھنٹے میں بتاؤ۔۔۔۔۔جلدی۔۔۔۔۔یہ کہتے ہی اس نے کال کاٹی اور موبائل بیڈ پر اچھال دیا۔۔اور خود واشروم میں فریش ہونے کے ارادے سے چل دیا ۔۔۔اسکا ذہن بہت تیزی سے کام کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔وہ آگے کالائحہ عمل ترتیب دے رہا تھا۔۔۔۔

پانچ منٹ بعد وہ واش روم سے نکلا۔۔۔گھڑی کلائی میں پہننے، بالوں کو تراشنے اور خود پر سپرے کرتے وہ بیڈ کی جانب آیا۔۔۔جگ میں سے پانی کو گلاس میں انڈھیلا اور لبوں کے ساتھ لگالیا۔۔۔۔۔اور موبائل کو بیڈ سے اٹھاتے دائیں ہاتھ میں کار کی چابی تھامے وہ پورچ کیطرف روانہ ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤

حسنی احمد کے ٹیکسٹ کو پڑھنے کے بعد تیار ہو رہی تھی جب اسکے موبائل کی بیل بجنا شروع ہوئی۔۔۔وہ میک اپ کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔اس نے ڈریسنگ ٹیبل پر پڑے سیل کو اٹھایا۔۔۔۔سکرین پر اے۔پی کا نمبر جگمگا رہا تھا۔۔۔۔اے۔پی کا نام پڑھتے ہی اسکے لبوں پر دلکش مسکراہٹ عود آئی۔۔۔۔اس نے پہلے اپنے حواس کو نارمل کیا اور کال اٹینڈ کر کے سیل کو کان کے ساتھ لگایا اور اپنے آپکو آئینے میں دیکھنا شروع ہو گئی۔۔۔۔۔زہے نصیب۔۔۔۔۔۔زینیا نے کال اٹینڈ کرتے ہی کہا۔۔۔۔ارے نہیں۔۔۔۔۔اے۔پی نے جاندار قہقہہ لگایا۔۔۔۔۔۔۔زینیا اسکے

قہقہے میں گم ہو گ ئی۔۔۔۔۔۔۔۔ارے آج تو محترم بڑے اچھے موڈ میں لگ رہے ہیں۔۔۔ خیر تو ہے ؟۔۔۔زینیا نے مسکراتے ہوئے استفسار کیا۔۔۔ہاں خیر ہے۔۔۔آج ایک ڈیل ڈن کی ہے۔۔۔بہت بڑی ڈیل ہے۔۔۔ جس سے مجھے بہت منافع حاصل ہو گا۔۔۔۔۔اے۔پی نے تفصیلاً جواب دیا۔۔۔۔وہ کبھی بھی اتنی لمبی بات نہیں کرتا تھا۔۔۔۔۔ لیکن آج تو وہ خلاف معمول بہت اچھے انداز میں تھا۔۔۔۔۔سوچ رہا ہوں کہ پیسہ کہیں انویسٹ کر دوں۔۔۔۔۔پیسہ بھی بڑھے گا اور فائی دہ بھی۔۔۔کیوں کیا خیال ہے اس بارے میں تمہارا؟۔۔اے۔پی نے مشورہ مانگا۔۔۔۔ہاں بلکل۔۔۔۔ صحیح کہہ رہے ہیں آپ۔۔۔۔زینیا نے کچھ سوچتے ہوے کہا۔۔۔ کہیں کوئی ی بہترین نفع والا کام ہو تو ضرور بتانا مجھے۔۔۔۔۔۔اے۔پی نے سنبھلتے ہوے کہا۔۔۔ہاں کام تو ہے۔۔اگر آپ کرنا چاہیں تو؟زینیا نے ٹھہرے انداز میں کہا۔۔۔۔۔۔۔۔ہاں نا تم بتاؤ۔میں ضرور کرنا پسند کروں گا۔۔۔اے۔پی نے پُر جوش انداز میں کہا۔۔۔اچھا۔۔اس سے بہتر کیا ہو گا کہ آپ میرے پارٹنر ہوں گے۔۔۔زینیا نے پُر جوش انداز میں کہا۔۔۔کیا مطلب ؟تم میری پارٹنر۔وہ کیسے ؟۔۔۔اے پی نے الجھے ہوے انداز میں کہا۔۔۔ مطلب یہ کہ آپ میرے ساتھ بزنس کریں گے۔۔۔آپ پیسہ انویسٹ کریں گے۔۔۔اور نفع حاصل کریں

گے۔۔۔زینیاں ہے تفصیل سے آگاہ کیا۔۔۔لیکن میں اپنی کاروباری مصروفیت کی
وجہ سے بزنس کو فل ٹائم نہیں دے سکتا۔۔تم جانتی ہو۔۔۔اے۔پی نے مایوس
لہجے میں کہا۔۔۔۔ارے۔۔۔۔میں ہوں نہ۔۔آپ کیوں پریشان ہورہے ہیں
۔۔آپ کے چاہنے والے آپ کو مایوس نہیں ہونے دیں گے۔۔۔زینیا نے شوخ
انداز میں کہا۔۔۔نوازش چاہنے والوں کی۔۔اے۔پی نے اسی کے انداز میں
کہا۔۔۔۔زینیا کے دل کو یہ بات بہت بھلی لگی تھی۔۔۔وہ اے۔پی کے قریب ہی
تو جانا چاہتی تھی۔۔۔وہ ادا سے اپنے ناخنوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔اچھا اور کاروبار
کس نوعیت کا ہے؟۔۔۔۔اے۔پی نے پیشہ ورانہ انداز میں سوال
کیا۔۔۔ہاں۔۔۔ہم پاکستان میں یونیورسٹیز میں ڈرگز سپلائی کرتے ہیں
۔۔اور وہاں سے لڑکیوں کو بیرون ملک اسمگل کرتے ہیں۔۔۔زینیا نے بے لچک
انداز میں کہا۔۔ صحیح۔۔۔اے۔پی نے اختصار کیساتھ جواب دیا۔۔۔۔اوکے میں
بعد میں بات کرتی ہوں۔۔۔ابھی مجھے اسی کام کے سلسلے میں پرائم ریستوران میں
جانا ہے۔۔۔۔زینیا نے اسکہ تفصیل سے آگاہ کیا۔۔۔کیونکہ اے۔پی تو ترُکی میں اسکو
ملا تھا اور وہ وہیں کارہائشی تھا۔۔۔اس لیے وہ اسے تفصیل سے آگاہ کر گئی
تھی ورنہ کالا دھندہ کرنے والوں کی ملاقاتیں بہت خفیہ ہوا کرتی ہیں۔۔۔۔زینیا نے

الوداعی کلمات کے بعد فون کاٹ دیا کیونکہ اسکی ملاقات کا وقت آ چُکا تھا اور احمد اسکا انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔احمد کو یونی میں علی اور حسنی کیساتھ ہونے والے واقعے کا علم ہو چکا تھا۔۔۔۔یہ سُن کر احمد کا خون خولا تھا لیکن وہ جوش میں آ کر اپنی روزی پر لات نہیں مار سکتا تھا۔۔۔اس نے جلد از جلد حُسنی سے نکاح کا فیصلہ کر لیا تھا۔۔۔۔وہ اس ڈلیوری والے کام کو جلد از جلد ختم کرنا چاہتا تھا اور اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ علی سے اس غداری کا بدلہ ضرور لے گا۔۔۔۔زینیا اور احمد کی ملاقات دھندے کے متعلق ہی ہوئی ی تھی۔۔۔۔انہوں نے آگے کا لائحہ عمل طے کیا تھا ۔۔۔۔اے۔پی نے باآسانی انکی گفتگو کو رینیا کے سیل میں لگے ٹرانزسٹر سے سُنی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔وہ انکے ناپاک ارادوں کو انکے علم میں آنے س پہلے تباہ کرنے والا تھا۔۔۔۔۔۔وانکی نظروں سے اوجھل انکو مانیٹر کر رہا تھا اور انکو اس بات کا علم تک نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔زینیا کو ملنا۔اس سے مراسم بڑھانا۔اس سے بات چیت کرنا۔اس کے ساتھ کاروبار کرنا اس کے پلین میں شامل تھا۔۔۔۔اس سے اسکا انتقام جُڑا ہوا تھا۔۔۔۔جس کو وہ ہر حال میں لینا چاہتا تھا۔۔۔۔

✨✨✨✨✨✨✨✨✨✨✨✨✨✨✨

موحد گھر آیا ہی تھا جب اسکوٹی۔وی لاؤ نج میں صبا بیگم اسکا انتظار کتی ملیں۔۔۔موحد

نے انکو سلام کیا اور فریش ہونے کے ارادے سے اپنے کمرے میں چل

دیا۔۔۔۔اور صبا اسکے لے کھانا گرم کرنے کے غرض سے کچن میں چلی

گئی یں۔۔۔۔موحد ہلکے ٹراؤزر اور ٹی۔شرٹ میں ریلیکس ہوا ہی تھا جا صبا

ہاتھوں میو کھانے والی ٹرے سجائے اسک کمرے میں داخل ہوئی یں۔۔۔موحد نے

آگے بڑھ کر انکے ہاتھوں سے ٹرے تھامی اور ٹیبل پر رکھ دی اوع خود کرسی پر بیٹھ

گیا۔۔۔صبا بھی اسکی سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی یں۔۔۔امی خیر ہے؟ آپ پچھ

فکر مند لگ رہی ہیں۔۔۔موحد نے نوالہ منہ میں ڈالتے ہوے کہا۔۔۔ہاں

بیٹا۔۔تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے مجھے۔۔۔صبا اسکی طرف دیھتی ہوئی ی

بولیں۔۔۔جی کریں۔۔میں سُن رہا ہوں۔۔۔۔۔موحد نے مؤدب انداز میں

کہا۔۔۔۔بیٹا آج وہ ردا بیگم کا فون آیا تھا مجھے۔۔انھوں نے آہل کے لیے راحمین کا

ہاتھ مانگا ہے۔۔۔انھوں نے ٹھہرے ہوے انداز میں بتایا۔۔۔اچھا۔۔راحمین

کے لیے آہل سے اچھا اور کوئی ی ہو ہی نہیں سکتا ہے۔۔۔..موحد نے خوشی سے

کہا۔۔تم صحیح کہہ رہے ہو لیکن مجھے ابھی یہ سب مناسب نہیں لگ رہا

ہے۔۔۔صبا نے ہاتھ کی انگلیوں کو مروڑتے ہوے کہا۔۔کیوں امی؟ موحد نے

انکی طرف دیکھتے ہوے کہا۔۔.....بیٹا ابھی وہ پڑھ رہی ہے۔۔۔اور اسکی عمر بھی کم ہے۔۔ کیا اس سب سے اس پر اور اسکی پڑھائی ی پر بُرا اثر نہیں پڑے گا؟۔۔۔۔صبا نے سوالیہ نگاہوں سے کہا۔۔۔۔۔امی جی۔۔۔آپ غلط سوچ رہی ہیں۔۔۔ہماری گڑیا سمجھدار ہے اور جس طرح کا ماحول آج کل چل رہا ہے اسکے مطابق ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے۔۔۔۔۔۔۔۔بلکہ خوشی کی بات ہے وہ اپنے گھر کی ہو جائے گی۔۔۔۔۔موحد نے انکو سمجھاتے ہوے کہا۔۔۔۔۔ہاں بیٹا مگر تم بڑے ہو۔۔۔۔تم سے پہلے اسکا کیسے کر سکتی ہوں میں؟؟.....انہوں نے تذبذب بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔امی۔۔آپ وجہ جانتی ہیں۔۔۔موحد نے آنکھوں میں اداسی سموئے کہا۔۔۔۔۔۔۔بیٹا قبول کرو اپنے آپکو زندگی میں جس پوزیشن پر تم ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔انھوں نے اسے سمجھاتے ہوے کہا۔۔۔۔ ہممممم۔۔۔موحد کھانے سے فارغ ہو کر ہاتھوں کو دھونے کے لیے کمرے کیساتھ اٹیچ واشروم میں چلا گیا۔۔۔صبا٦ بھی کھانے کی ٹرے اٹھا کر کمرے کا دروازہ بند کرتے ہوے چلدیں۔۔۔۔......

❤❤❤❤

آہل گھر آیا تھا جب ردا بیگم نے اسے اپنی صبا٦ کیساتھ ہونے والی گفتگو کے متعلق بتایا۔۔۔آہل کے دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہو گئی تھیں۔۔۔۔انھوں نے آہل

سے اسکی رضامندی ایک دفعہ پھر دریافت کی۔۔۔اور آہل کیطرف سے تسلی بخش جواب ملنے کے بعد وہ اسے دعائیں دیتیں اپنے کمرے میں چلی گئیں کیونکہ رات ہو چکی تھی۔۔۔ مگر آہل کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔۔۔وہ اٹھا اور اپنے کمرے میں آگیا۔۔فریش ہونے کے بعد وہ اپنے بیڈ پر آکر نیم دراز ہو کر لیٹ گیا۔۔۔ایک خوشگوار احساس تھا جس نے اسکو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔۔۔پانے کی خوشی تھی۔۔۔ مکمل پن کا احساس۔۔۔ہر چیز مسرت کی وجہ بن رہی تھی۔۔۔کیا یہی پیار تھا؟۔۔اس نے اپنی دل سے پوچھا۔۔۔دل نے جواب دیا۔۔ہاں کچھ کچھ اسی طرح کا پیار ہوتا ہے۔۔۔وہ اپنے دل کے اس معصومانہ اعتراف پر کھلکے مسکرایا اور پھر خود ہی ایک احساس اور شعور کے تحت خاموش ہو گیا۔۔۔۔ لیکن پھر مسکرانا شروع ہو گیا۔۔۔۔میں پاگل ہو گیا ہوں کیا؟؟۔۔۔اس نے خود کلامی کی۔۔۔اور بیڈ سے اترا اور جوتی کو پاؤں میں ارستے ہوے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا ہو گیا۔۔۔اور خود کو مختلف زاویوں سے دیکھنا شروع ہو گیا۔۔۔ابھی تو وہ زندگی میں آئی ہی نہیں ہے اور میرا دماغ سوچ سوچ کے پاگل ہو رہا ہے۔۔۔اس نے خود کو سرزنش کی اور سونے کے لیے بیڈ پر دراز ہو گیا۔۔۔

یوں لہکتا ہے ترے نو خیز خوابوں کا بدن
جیسے شبنم سے دھلے تازہ گلابوں کا بدن

مطربہ نے اس طرح چھیڑے کچھ ارمانوں کے تار کس گیا
انگڑائی لیتے ہی ربابوں کا بدن
کوئی پہناتا نہیں بے داغ لفظوں کا لباس
کب سے عریاں ہے محبت کی کتابوں کا بدن
رات ہے یا سنگِ مرمر کا مقدس مقبرہ
جس کے اندر دفن ہے دو ماہتابوں کا بدن

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

تمہارا نکاح کچھ دنوں بعد ہے۔۔۔۔۔وہ کچن میں کھانا بنا کے فارغ ہوئی ہی تھی جب اسکی سوتیلی ماں نے یہ خبر دی۔۔اسکے تو حواس معطل ہو چکے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کککککیا؟؟؟؟۔۔۔۔حسنی نے ہکلاتی زبان کیسا تھ پوچھا۔۔۔۔۔۔ہاں۔۔۔تمہارے ابا نے مجھے کہا کہ میں تمہیں یہ خبر دے دوں۔۔۔۔انھوں نے فریج سے پانی نکالتے ہوے کہا۔۔۔۔۔حسنی نے اپنے وجود کو گرتے ہوے بچایا اور شیلف کو پکڑ لیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسکی سوتیلی ماں یہ سُن کر جا چکی تھیں یہ دیکھے بغیر کے اسکی قسمت کے اس تاریک فیصلے کو سننے کے بعد اسکا کیا حال ہو گا؟؟؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔بے حسی کی انتہا تھی۔۔۔۔۔وہ چاہتے ہو بھی اپنے خیالات کا اظہار اپنے ہی باپ کے سامنے نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔۔اسکی بھک ختم ہو چکی تھی۔۔۔۔وہ بھاری قدمں کیسا تھ اپنے کمرے میں آئی ی اور بیڈ پر بیٹھ گ ئی۔۔۔۔۔آنکھوں سے آنسو متواتر جاری تھے۔۔۔۔۔کیا تھی اسکی

زندگی؟؟؟ کھیل یا مذاق؟؟ کھیل ہی تو تھا۔۔۔اسکا باپ اسکو اپنی انگلیوں پر نچا رہا تھا۔۔۔روزانہ کوئی نیا مذاق اسکے ساتھ ہوتا تھا۔۔روز اسکی زندگی کے بردوں پر تماشا لگتا تھا۔۔۔کیا وہ اتنی بد قسمت تھی؟؟؟؟ کیا اسکے احساسات کا احساس کرنے والا کوئی نہیں تھا؟؟؟؟ کوئی کبھی اسکو گلے لگانے والا۔۔۔اسکے غم کو کم کرنے والا؟؟؟؟ کتنے ہی کاش تھے اسکی زندگی میں۔۔۔۔۔۔اب وہ تھک چکی تھی۔۔۔اسکو نماز پڑھنے کا خیال آیا لیکن اس نے اپنے آپکو نماز پڑھنے پر جھٹکا۔۔۔جب آپ کوئی نیک عمل کرتے رہے ہوں لیکن پھر آپکو وہ کام کرنے میں مشکل ہو۔۔اسکا مطلب ہے کہ آپکے دل پر شیطان وار کر چکا ہے۔۔۔۔ نماز نہ پڑھنے سے مسائل حل نہیں ہوتے ہیں۔۔جب سے ہم پیدا ہوتے ہیں۔۔۔تب سے اللہ کے حضور سجدہ ریز رہیں۔۔۔اور اسی حالت میں موت واقع ہو تو۔۔۔ہمارے اس عمل سے اللہ کی ملکیت میں ذرّہ برابر بھی زیادتی واقع نہیں ہوتی ہے۔۔۔ہماری رب کو ہماری عبادت کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔بلکہ ہمیں ہی اسکے مقرب بندے کے لیے اسکی عبادت کرنے کی ضرورت ہے۔۔

وہ عطا کرے تو شکر ہے،

وہ نہ دے تو ملال نہیں

میرے رب کے فیصلے کمال ہیں،

ان فیصلوں میں زوال نہیں

سب کچھ زینیا اور احمد طے کر چکے تھے۔۔۔۔سب کچھ انکے پلین کے مطابق ہونے والا تھا۔۔۔انہوں نے یونی میں اپنے بندوں کی پوزیشن سیٹ کر دی تھی۔۔۔۔۔۔زینیا نے احمد کو بہت بڑی رقم ادا کی تھی جو کہ ایک ن ئے پارٹنر کیطرف سے تھی۔۔۔احمد نے تصدیق کیے بغیر اس سے رقم وصول کی۔۔۔چونکہ اب اے۔پی انکا پارٹنر تھا اور اسکو کاروبار کے ہر معاملے میں شامل کرنا ضروری ہو گیا تھا۔۔۔زینیا نے اسکو کال کی اور خلاف معمول زینیا نے اسکو تمام تر پلین بتایا۔۔۔ارے واہ! کیا سولڈ پلین ہے۔۔۔اے۔پی نے ستائی شی انداز میں کہا۔۔۔زینیا کا قہقہہ ہوا میں محلول ہوا۔۔۔زینیا نے اے۔پی کو اپنے ہمراہ یونی کے مشن میں جانے کے لیے کہا لیکن اے۔پی نے میٹنگ میں مصروفیت کے وجہ سے انکار کر دیا۔۔۔۔ارے۔۔۔۔تم پر خود سے زیادہ یقین ہے نہ۔۔تم جاؤ یا میں۔۔ایک ہی بات۔۔۔اے۔پی نے معنی خیز انداز میں کہا۔۔۔۔۔اچھا۔شکریہ۔۔۔زینیا نے مسکراتے ہوے کہا۔۔۔اے۔پی کا یہ انداز زینیا کو اندر تک سرشار کر گیا تھا۔۔۔۔۔اس نے الوداعی کلمات ادا کر کے کال کاٹ دی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بس کچھ

دیر اور شہزادے۔۔۔۔تم ہمیشہ کے لیے میرے ہی تو ہو جاؤ گے۔۔۔۔زینیا نے موبائل کو ہاتھ میں گھماتے ہوئے کہا۔۔۔۔اور گانا گنگناتی ہوئی احمد کیطرف چل دی۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤

زینیا اور احمد تمام تر تیاریوں کے بعد یونی پہنچ چکے تھے۔۔۔۔وہ اپنے مخصوص لباس میں یونی میں طلب علم ہونے کے حوالے سے داخل ہو چکے تھے۔۔۔۔۔۔زینیا احمد کو انسٹرکشنز دے رہی تھی کہ کب اور کیسے انھیں کیا کام کرنا ہے۔۔۔۔اسکی ساری ٹیم پوری یونی میں پھیل چکی تھی۔۔۔۔۔وہ پیسے کے نشے میں یونی میں عام نقل و حرکت کر رہی تھی اور ساتھ ساتھ بلوٹوتھ کے ذریعے وہ اپنے افسران کی لوکیشن چیک کر رہی تھی۔۔۔۔۔آج انکو یونی ہی سے لڑکیوں کو غلط دھندے کے لیے پاکستان کی اس یونی سے بیرونی ملک میں ٹرانسپورٹ کرنا تھا۔۔۔۔۔اس دن کا انکو بہت دنوں سے انتظار تھا۔۔۔۔کیونکہ اسکے نتیجے میں وہ کالے پیسے کی بہت بڑی تعداد وہ کمانے والے تھے۔۔۔۔جب عقیدے غلط ہوں تو پھر حلال اور حرام کا خیال دل سے رفو چکر ہو جاتا ہے۔۔۔۔آج ہزاروں زندگیاں اُجڑنے والی تھیں۔۔۔۔بنت آدم کی عزتیں درندوں کے ہاتھوں لٹنے والی تھیں۔۔۔۔ایسے لوگوں کو احساس کیوں نہیں ہوتا؟؟؟ کیونکہ انکے دلوں سے رب کا خوف اٹھالیا جاتا ہے اور بُرائی میں از حد گم کر

دیا جاتا ہے۔۔۔کاش !کہ بنت آدم کی عزت آدم کے بیٹے کی عزت ہو۔۔۔.!!!!!!!!

آج بابر یونی نہیں آیا تھا جبکہ علی اس سے بدلہ لینے کا سوچ رہا تھا۔۔۔۔وہ کلاس میں اسکو غیر حاضر دیکھ کے کڑھ کے رہ گیا تھا۔۔۔اچانک اسکو احمد کی کالز آنا شروع ہو گ ئی تھیں وہ خود کو ٹھنڈا کرتی ہوئے اسکی کال کو اٹینڈ کر چکا تھا۔۔۔۔جی۔۔۔اسنے مجبوراًادب سے کہا تھا۔۔۔فوراًباہر یونی کے گیٹ پہ پہنچ۔۔۔احمد نے اسے ہدایت دی تھی۔۔۔پیسہ آج رات ہی ملے گا۔۔۔منھ بند رکھ۔۔۔۔احمد نے ساتھ ہی اسکے مطلب کی بات اسی بتائی ی تھی۔۔۔تاکہ وہ مزید مزاحمت نہ کر سکے۔۔۔علی خباثت سے مسکرایا تھا۔۔۔۔ون۔۔۔ٹو۔۔تھری۔۔۔۔

۔ہری اپ۔۔۔احمد تحکمانہ انداز میں بولا تھا۔۔۔۔پوری یونی میں فائی رنگ کی آواز گونج رہی تھی۔۔۔تمام سٹوڈنٹس ہر اس میں بھاگ رہے تھے۔۔۔چیخ وپکار ہر طرف تھی۔۔۔۔زینیا آہستہ آہستہ یونی کے اس روم کیطرف بھاگ رہی تھی جہاں علی لڑکیوں کو مجتمع کر چکا تھا جو کہ بیہوشی کی حالت میں تھیں۔۔۔۔ہر طرف زینیا کا گینگ پھیلا ہوا تھا۔۔وہ اس کمرے تک پہنچ چکی تھی جو کہ یونی کی بیک سائیڈ پہ تھا اور کوئی ی بھی اس بات کا سراغ نہیں لگا سکتا تھا کہ وہ ایک کمرہ ہے۔۔۔زینیا خباثت سے

مسکرائی ی تھی کیونکہ وہ اپنے مقصد کے بہت قریب تھی۔۔۔۔اس نے کمرے کا دروازہ کھولا تھا اور اندر داخل ہوئی ی تھی۔۔۔۔تمام لڑکیاں نیم برہنہ حالت میں تھیں۔۔۔زینیا اپنے باس کو کال کر رہی تھی اور اگلے کالائحہ عمل پوچھے۔۔۔وہ بات کر رہی تھی جب اسے احمد کی آواز آئی ی تھی۔۔۔وہ سب ٹیم کو بھاگنے کا حکم دے رہا تھا۔۔۔۔زینیا بات کرتے ہوئے الجھی تھی۔۔۔اب تو سب کچھ ڈن تھا لیکن دو منٹوں میں ایسا کیا ہو گیا تھا جو انھیں واپس جانے کے ضرورت آن پڑی تھی۔۔۔اسکو انہونی کا احساس ہو رہا تھا۔۔وہ کال ڈسکینیکٹ کرنے کی جسارت کیے باہر کی طرف کمرہ لاک کر کے بھاگی تھی۔۔۔دوسری طرف سے گالیں بکی گ ئی تھیں۔۔۔وہ باہر آئی ی تو میڈیا اور پولیس سی۔آئی ی۔ڈی ٹیم کے ہمراہ تھی۔۔۔یہ کیسے ہو سکتا ہے؟؟ہمارے پلین کی تو کسی کو خبر ہی نہیں تھی لیکن پولیس اتنے کم عرصے میں تمام فورسز کیساتھ یہاں نہیں پہنچ سکتی تھی۔۔۔کیونکہ یہ بات وہ پورے وثوق سے کہہ سکتی تھی کہ پولیس سٹیشن یہاں سے کم از کم آدھے گھنٹے کی مسافت پر تھا اور دو منٹوں میں ہی یہاں پہنچنا کھٹک رہا تھا۔۔۔انکے پلین سے کون باخبر تھا؟؟؟احمد ۔۔۔اسکی سوچ وہی پہ اٹکی تھی۔۔۔نہیں اس ڈیل میں زیادہ ش ئی راسکا بھی تو ہے ۔۔۔نن نن نہیں احمد نہیں۔۔۔ذہن نے احمد کے خیال کو جھٹکا دیا تھا۔۔۔

۔۔۔علی۔۔۔نہیں اسکی اتنی جرات نہیں۔۔۔وہ پیسوں کے لیے ترسا ہوا تھا۔۔اپنی روزی کو لات نہیں مارے گا۔۔۔زینیا نے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے ہوئے سوچا تھا۔۔۔تھرڈ پارٹنر اے۔پی۔۔۔نہیں وہ تو پاکستان میں ہی نہیں۔۔۔پھر کون؟؟؟اسکے دماغ کی شریانیں پھٹنے والی تھیں۔۔۔۔میں برباد ہو جاؤ ں گی۔۔۔مکمل برباد۔۔۔باس جان سے ماردیں گے مجھے۔۔۔اسکے چہرے پہ خوف کے سائے لہرا رہے تھے۔۔۔بپ بپ۔۔۔اتنے ہی وقت میں اسکے ہاتھ میں پکڑا سیل پورے جوبن سے بج رہا تھا۔۔باس از کالنگ۔۔۔اسنے سکرین پر نظریں دوڑائی ی تھیں اور حلق سے تھوک نگلا تھا۔۔۔سامنے پولیس اسکی پوری ٹیم کو دبوچے کھڑی تھی اور اسکے موبائی ل کی ٹون نے پولیس کو اسکی طرف متوجہ کیا تھا۔۔۔۔پکڑو اسے۔۔۔ڈی۔ایس۔پی نے آفیسر کو آرڈر دیا تھا اور آفیسر وقت ضائی ع کیے بغیر حکم کی تعمیل کے لیے بڑھا تھا۔۔زینیا کو سیل کو آن رکھنے کے حماقت کا اندازہ ہوا تھا۔۔۔وہ اپنے دفاع کے لیے بھاگی تھی۔۔۔وہ کسی حد تک کامیاب ہونے والی تھی کہ سامنے سے ایک لڑکی نے روکا تھا۔۔۔بلکہ جبراً اسکی کلائی ی کو تھاما تھا۔۔۔محترمہ حوصلہ رکھیں جیل جانے کی زیادہ جلدی ہے کیا؟؟۔۔ایجنٹس کا یونی فارم پہنے وہ ایک ایک لفظ چبا کے بولی تھی۔۔۔زینیا تلملا کے رہ گ ئی تھی۔۔۔ان

تمام افراد کو پولیس سٹیشن لے جایا گیا تھا کیونکہ اتنے خطرناک مجرموں کو یوں کھلے عام تفتیش کے لیے مناسب نہیں سمجھا جاسکتا تھا۔۔۔سوانھیں محفوظ گمنام مقام تک پہنچایا گیا تھا...انکے چہروں پر کالے کپڑے اوڑھ دیے گ ئے تھے تاکہ وہ اس مقام کا اندازہ نہ لگا سکیں جہاں انکو لے جایا جارہا تھا۔۔۔تم نے دھوکہ دیا ہمیں۔۔۔سارا پلین چوپٹ کر دیا۔۔احمد نے چبا چبا کے زینیا کو کہا تھا اور بات کے اختتام پہ گالی بکی تھی۔۔۔میں نے نہیں کیا۔۔۔۔تم نے کیا ہے کمینے۔۔۔۔بھگتو اب۔۔۔۔زینیا بھی جنگلی بلی کی مانند دانستہ آواز دھیمی رکھے دھاڑی تھی۔۔۔۔میں۔۔واہ۔۔۔دغا بازی خود اور الزام مجھ پہ۔۔۔احمد اسکی چرب زبانی پر بل کھا کے رہ گیا تھا۔۔۔بکواس بند کر سالے۔۔۔۔زینیا تمام آداب کو بالائے طاق رکھتے ہوے دھاڑی تھی۔۔۔۔تجھے چھوڑوں گا نہیں۔۔۔۔۔احمد مصمم ارادے میں بولا تھا۔۔۔آنکھوں میں انتقام کی چاہ پورے آب وتاب سے چمک رہی تھی۔۔۔۔۔پہلے یہاں سے نکل لے۔۔۔۔

زینیا نے اس احمق کو یاد دلا رہی تھی کہ وہ فی الحال کس مصیبت میں تھے۔۔البتہ علی خاموشی سے شاطرانہ دماغ سے سوچ رہا تھا۔۔۔انکی ٹیم کے تمام افراد چہرہ گھٹنوں میں دیے افسوسناک انجام کو سوچ رہے تھے۔۔۔بُرائی لوٹ کر بُرائی ہی کیطرف آتی ہے۔۔۔

New Era Magazine

وہ اس گمنام جگہ پہ پہنچ چکا تھا۔۔۔وہ یونی میں تمام معاملات کو سیٹل کر کے اور تمام قانونی کاروائیاں مکمل کروا کے آیا تھا۔۔بلیک ٹی۔شرٹ پہنے اور چہرے پہ ہوڈ پہنے۔۔۔۔آدھا چہرہ چھپائے ساتھ جو گرز پہنے وہ اپنے مخصوص انداز میں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں ڈالے اور آنکھوں پہ گوگلز لگائے۔۔۔سلیوٹ سر۔۔۔تمام آفیسرز نے اسے سلیوٹ کیا تھا۔۔۔وہ مسکرایا تھا۔۔۔بھورے بالوں پہ بھوری بھنویں۔۔۔اور دراز قد پہ پُر سکون آنکھیں لیے وہ ان سب کے دلوں پہ راج کرتا تھا۔۔۔ماسکس اُتار وانکے۔۔وہ یہ کہتے ہی فون کان کو لگائے دیوار کیطرف بڑھا تھا۔۔۔یس سر۔۔۔الحمدللہ مشن کمپلیٹڈ۔۔۔۔وہ مسکرا کے بولا تھا۔۔۔تشکر آمیز الفاظ اور سکونت بھرا لہجہ تھا۔۔۔۔۔۔میں انتظار کر رہا سر۔۔۔جلدی آئی یں۔۔۔وہ یہ کہہ کے الوداعی الفاظ کہہ چکا تھا اور اب سیل پہ کچھ ٹیکسٹ کیے وہ ابھی مڑنے ہی والا تھا جب اسے باس آتے دکھائی دیے تھے۔۔۔۔راجر باس۔۔اس نے مسکرا کر کہا تھا وہ چالیس سالہ مرد سے بغلگیر ہوا تھا۔۔۔ویل ڈن بچے۔۔۔انھوں نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا تھا۔۔۔وہ ہمیشہ کیطرح مسکرایا تھا۔۔۔آؤ فران سے بھی حال احوال پوچھ لیں۔۔۔۔وہ آنکھ مارتے ہوئے شرارتی انداز میں گویا ہوئے۔۔۔یس شیور باس۔۔۔۔وہ مؤدبانہ انداز میں بولا تھا۔۔۔وہ

دونوں انکی طرف بڑھے تھے۔۔۔۔السلام و علیکم۔۔کافی بھاگم دوڑ کرنی پڑی آپکو۔۔۔وہ بولا تھااور انداز میں طنز واضح تھا۔۔اے۔پی۔۔آپ!!زینیا حیرتوں کے سمندر میں غوطہ زن ہوئی ی تھی۔۔اے۔پی ہی تو اسکا تھرڈ پارٹنر تھااور وہ پاکستان میں کیا کر رہا تھا؟؟؟آج ہی اس نے اُسے کال کی تھی اور وہ تُرکی میں تھااور ایک گھنٹے میں تُرکی سے پاکستان کیسے؟؟؟؟اسکے ذہن میں بہت سے سوالات جنم لے رہے تھے۔۔۔وہ کون تھا؟؟؟اے۔پی تھا یا اسکا ہم شکل؟؟یا وہ اے۔پی تھا ہی نہیں؟؟؟کوئی ی اور تھا؟؟؟اگر وہ کوئی ی اور تھا تو وہ انکے سیکرٹ پلین کو کیسے جانتا تھا؟؟اسوجہ سے وہ عین موقع پہ انکو برباد کر چکا تھا۔۔زینیا کا دماغ کھول رہا تھا۔۔۔نہیں۔۔یہ تو بابر ہے۔۔۔میرا کلاس فیلو۔۔اس سے ہی تو میری لڑائی ی ہوئی ی تھی۔۔۔احمد غُصے سے دھاڑا تھا۔۔ادھر آ کمینے۔۔۔مجھے کھول کے تو دیکھ۔۔۔تیرا کیا حلیہ بگاڑتا میں۔۔۔علی اپنے آپے سے باہر ہو رہا تھا۔۔یہ بابر نہیں ہو سکتا۔۔یہ تو اے۔پی ہے۔۔۔زینیا اعتماد سے گویا ہوئی ی تھی۔۔۔ہولڈ آن بڈّی۔۔۔میں بابر ہوں علی کے لیے۔۔۔اسکا کلاس فیلو۔۔یونی میں سٹوڈنٹ۔۔۔اور اے۔پی عبدالرحمٰن بادشاہ (تُرکی زبان میں ب کو پ بولتے ہیں ۔۔بادشاہ کو پاشاہ۔۔)اے۔پی۔۔۔کرمنلز کا کنگ!ایک آفیسر اسکے تعارف میں

اسکی جاب کو کلئی یر کر چکا تھا۔۔۔میں تُر کی گیا تھا تاکہ زینیا پہ نظر رکھ سکوں۔۔۔اس سے ہوٹل میں میری ملاقات ہوئی ی جو کہ انکے لیے اتفاق تھا جبکہ میرے پلین کے حصے میں سے تھا۔۔۔اور اسکا سیل ٹوٹ گیا تھا اور وہ اسکے لیے بے کار ہو گیا جبکہ ہمارے لیے کام کا تھا۔۔۔ہاری سوفٹ وئی یر انجین ئی رنے اسے ہیک کر کے ریکارڈ نکالا۔۔۔اور پھر جو سیل گفٹ کیا اے۔پی یعنی میں نے اس میں چپ سیٹ کی ہوئی ی تھی آپکی کی ہوئی ی تمام باتیں ریکارڈ کی گ ئی یں جو کہ ہمارے لیے مددگار ثابت ہوئی ی۔۔۔اور اس دن جب احمد زینیا کی ملاقات کے لیے آیا تھا تو جو انکی شرٹ پر جوس گرا تھا وہ بھی ہمارا پلین تھا اور میں وہ ویٹر تھا۔۔۔میں نے آپکے ٹیبل کے نیچے ریکارڈر تھا۔۔۔آکی تمام تر گفتگو ہم سُن رہے تھے۔۔۔اور زینیا میں تُرکی میں تھا اب نہیں ہوں۔۔۔۔میں کچھ دنوں سے پاکستان میں تھا اور آپکی کال میں سم کی رومنگ سے سُن رہا تھا۔۔۔آپکو میرا الیکٹو سٹیٹس تُرکی کا شو ہو رہا تھا لیکن میں پاکستان میں تھا۔۔۔۔دھوکہ دیا تم نے مجھے.....زینیا نم آواز میں بولی تھی۔۔۔جو آپ اتنی لڑکیوں کیساتھ کر رہی تھیں؟؟؟وہ کیا تھا؟؟؟بابر فوراً بولا تھا۔۔۔۔دھوکے باز۔۔۔دھوکے بازوں کو انھیں کے انداز میں سمجھایا جاتا۔۔۔بابر نے سب کیطرف نفرت سے دیکھ کے بولا تھا۔۔۔۔۔۔.. جیل کے لیے تیار ہو جاؤ سب!!!بات کے

اختتام پر وہ بولا تھا۔۔۔اور آپ لوگوں کا وہ باس! خود آئے گا اپنی بربادی تک۔۔۔ایسا ہو ہی نہیں سکتا! غلط فہمی تم لوگوں کی۔۔۔وہ ہمیں بھی نکلوا کے لے جائے گا۔۔۔تم لوگ ہاتھ ملتے رہ جاؤ گے۔۔۔احمد خباثت سے ہنسا تھا۔۔۔۔آپ کے باس کا بیٹا تُرکی کی سابنجی یونیورسٹی میں پڑھتا ہے نہ۔۔۔وہ اغوا کیا جا چکا ہے۔۔۔اسکی جان ہے نہ اپنے بیٹے میں۔۔۔تو اب اسکی جان ہے مشکل میں۔۔۔جان کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔۔پورے پلین کے ساتھ تم لوگوں کو اریسٹ کیا ہے۔۔۔بابر نے اسکی اطلاع میں اضافہ کیا تھا۔۔۔احمد دل مسوس کر رہ گیا تھا۔۔۔زینیا کی تو زمین زلزلوں کی زد میں آچکی تھی۔۔۔تمہارا وہ دوست بھی تو تھا تمہارے ساتھ! زینیا اچانک بولی تھی۔۔۔یوں جیسے آواز کھائی ی سے آ رہی ہو۔۔۔جی وہ میرا دوست۔۔۔ہمارا سافٹ وئیر ہیکر۔۔۔بابر مسکرا کے بولا تھا۔۔۔۔تم نے اچھا نہیں کیا۔۔۔میں نے پیار کیا تھا تم سے۔۔۔زینیا مردہ آواز میں بولی تھی۔۔۔۔۔محترمہ ہمارے ریکارڈ کے مطابق آپ یہ پیار والا سین بڑے بڑے پلینرز سے کر چکی ہیں۔۔۔یوں ہی پھنساتی ہیں اور کام نکلوا کے چلتا کرتی ہیں۔۔۔بابر نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے ایک ایک لفظ چبا کے کہا تھا۔۔۔اسکی آواز کی سختی اسکے اندر کے جوش کا نقش واضح طور پہ کھینچ رہی تھی۔۔۔یو بچ۔۔۔زینیا نے گالی بکی

تھی۔۔۔۔ہے یو گرل کام ڈاؤن! بابر بھی اسی کے انداز میں گرج کے بولا

تھا۔۔۔زینیا سہم گئی تھی لیکن اسکے اندر لاوا پک رہا تھا۔۔آئے دن قبلے بدلنے

والوں کی عبادتیں قبول نہیں ہوتی ہیں۔۔۔۔۔اور محترمہ آپکی محبتوں کے کارنامے

ہم کر منلز سے سُن چکے ہیں۔۔یہ محبت نہیں ہوتی۔۔۔بابر نے حقیقت واضح کی تھی

جو کو زینیا برداشت نھیں کرپائی تھی اور آگے بابر کو بلی کیطرح جھپٹنے کے لیے بڑھی

تھی۔۔۔لیکن بادل نخواستہ فی میل آفیسر انکو مضبوطی سے تھام چکی

تھی۔۔۔۔12جوالائی والی دن تم ہی تھے نہ؟؟؟علی پہلی دفعہ بولا تھا۔۔آواز

میں چھُپا تیش تھا۔۔۔جی وہ میں تھا۔۔۔۔بابر نے سکون بھرے انداز میں کہا تھا

۔۔۔۔۔لیکن تم تو غیر حاضر تھے یونی سے؟؟ وہ لیو جو پرنسپل کو تم نے دکھائی

تھی؟؟وہ کیا؟؟؟؟علی نے اُلجھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔صحیح فرمایا میں غیر حاضر تھا

لیکن کلاس سے۔۔۔۔یونی سے نہیں۔۔۔بابر سینے پہ ہاتھ باندھے انکے گرد

دھیرے دھیرے قدم بڑھ رہا تھا۔۔لیکن تم یونی کے فوٹیج میں کہیں بھی نہیں

تھے۔۔۔علی نے بے یقینی سے کہا۔۔کیونکہ میں یونی کی اس سائیڈ سے آتا تھا

جہاں کیمراز نہیں نصب کیے گئے۔۔۔اور میں اس دن اس روم میں آیا

تھا۔۔۔لیکن روم باہر سے لاکڈ تھا۔۔۔علی نے مزید معاملے کی تہہ تک جانے کا

فیصلہ کر لیا تھا۔۔۔روم لاکڈ تھا۔۔۔خفیہ کیز تو میرے پاس تھیں۔۔۔تو میں نے کھولا اور اندر آگیا۔۔۔اور باہر سے لاکڈ دوبارہ میرے دوست نے کر دیا۔۔تاکہ باہر والوں کو لگے کہ کوئی ی نہیں ہے اندر۔۔۔۔تم پھر باہر کیسے گ ئے؟؟؟؟ایک اور سوال علی نے کیا تھا۔۔۔اسی روم میں لائی بریری میں دروازہ کھلتا ہے۔۔وہاں سے پہلے حُسنی گ ئی پھر میں۔۔۔اور سب کو یہی لگا کہ سب نے آپکو اندر جاتے دیکھا مجھے کسی نے بھی نہیں۔۔۔تمہیں کیسے پتا چلا کہ میں ایسا کرنے والا ہوں۔۔؟؟؟علی نے ہارے انداز میں پوچھا تھا۔۔۔میری نظر ہوتی ہی کلاس میں آپ پہ تھی۔۔۔یونی میں آیا ہی میں آپ لوگوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھنے لیے تھا۔۔میں آپکے آگے پیچھے یا آس پاس ہی ہوا کرتا تھا۔۔۔جب اس دن آپ نے حسنی کو بلانے کے لیے بھی بھیجا تھا تو میں جان گیا تھا کہ اکیلے روم میں بُلانے کا مقصد کیا ہو سکتا تھا۔۔۔اسی لیے یہ سب کرنا پڑا۔۔۔۔۔۔بابر نے انکی مشکل آسان کی تھی۔۔۔۔۔کمینے تم تھے حسنی کیسا تھ ایسا کرنے والے؟۔۔۔؟۔۔۔احمد آپے سے باہر ہوا تھا۔۔۔۔اوہ ہو چل !تُو بھی جتنا سیریس میں جانتا تھا۔۔۔علی نے اپنی غلطی کا دفاع کرتے ہوئے دلیل پیش کی تھی۔۔۔۔۔ابے سالے !احمد نے گالی بکی تھی۔۔۔بابر نے احمد کے بازو کو دبوچہ تھا جس کے سبب وہ تڑپتی ہوئی ی مچھلی کی مانند

رہ گیا تھا!!!اب سب ڈرامے جیل میں جا کے کرنا۔۔اور تمہارا وہ باس خود کو سیرینڈر کر چکا ہے۔۔۔بُرائی کا اختتام ایک نہ ایک دن احسن انداز سے ہونا ہی ہوتا ہے۔۔

❤❤❤❤

حسنی بہت ڈسٹرب تھی۔۔۔اسکی قسمت پانسہ پلٹنے والی تھی۔۔لیکن کس رُخ میں؟؟کون جانے؟؟؟شادی کے دن قریب آرہے تھے اور اسکی اضطراری حالت دن بہ دن بڑھ رہی تھی۔۔۔اسکو احمد کا انداز یاد آتا تھا تو ہر اس سا اٹھنے لگتا تھا اسکے وجود میں۔۔۔چند دنوں کی بات نہیں تھی۔۔۔پوری زندگی ایسے شخص کے گرد گردش کرنے والی تھی جسکو وہ جانتی ہی نہیں تھی اور جسکا کردار ہی مشکوک تھا۔۔۔کیا وہ یہ ڈیزرو کرتی تھی؟؟؟

❤❤❤❤

آہل اور راحمین کا رشتہ طے ہو چکا تھا۔۔۔آہل ہواؤں میں تھا وہ زندگی میں شامل ہونے جا رہی تھی جسکو کبھی چاہا تھا۔۔۔اسنے بہت دفعہ راحمین کو ٹیکسٹ کرنے کا سوچا تھا لیکن نہیں کر سکا تھا۔۔۔اسکی تو دنیا پلٹ کے رہ گئی تھی۔۔۔

❤❤❤❤

موحد بہت دنوں کے بعد گھر آرہا تھا۔۔۔ورنہ آتا جاتا تو تھا لیکن جلد ہی چلا جاتا تھا۔۔۔۔۔آج اسکی پسند کی ڈشز صباؑ تیار کر رہی تھیں۔۔۔۔۔امی!!احد آوازیں ہانکتا ہوالابی سے کچن کیطرف آرہا تھا۔۔۔..وہ جانتا تھا کہ صباؑ جب گھر میں کہیں بھی نہ پائی جائیں تو وہ کچن کی زینت ہوتی ہیں۔۔۔اسی لیے اسکی آوازوں کا رُخ کچن کے ہی جانب تھا۔۔۔کیوں اتنااونچی بول رہے ہو؟؟توبہ!!صباؑ کفگیر پتیلی میں پھیرتے ہوئے بولی تھیں۔۔انداز میں تھوڑا غُصّہ تھا۔۔۔وہ میں اپنے سُر چیک کر رہا تھا۔۔۔وہ کچن میں داخل ہوتا ہوادانت نکالتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔۔ایڈاں تُور ہندا نہیں ارجت سنگھ!راحمین اسکا مذاق اُڑاتی ہوی کچن میں داخل ہوئی ی تھی۔۔۔تونیہا ککر ہے؟؟؟احد اسکی بات کے جواب میں بولا تھا۔۔۔نہیں۔۔۔راحمین فوراًجواب دیتے ہوئے سبزیاں دھورہی تھی۔۔۔۔ہاہاہا۔۔۔۔احد اسکوتاؤ چڑھانے کے لیے ہنسی سے لوٹ پوٹ ہورہا تھا۔۔۔وہ بھی کوئی ی چیز ہے بھلا!!میری روڈل وہ ہو بھی نہیں سکتی۔۔۔امی کہتی ہیں کہ مومن عورت کی رول ماڈل کبھی کافر عورت ہو بھی نہیں سکتی۔۔۔راحمین واپس ٹیبل پہ بیٹھتی ہوئی ی بات کر رہی تھی۔۔۔ ہممممم!!بات تولاکھوں کی کی تونے ویسے۔۔۔۔ضرور یہ عقلندانہ بات میں نے ہی کبھی کی ہو گی۔۔۔ہناں!مان جانہ...احد اب اپنے انداز میں لوٹ چکا

تھا،،،ارے منھ ویکھیا کدی اپنا!!را حمین بھی ہں ہنستی ہوئی ی بولی تھی۔۔۔ہان بہنا ہنی دیکھ کے آریاں۔۔۔احد بالوں کو اک ادا سے جھٹک کے بولا تھا۔۔۔۔سوہنا وا نہ!احد اسکو تعریف کے لیے اکساتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔ہاں بہت!!را حمین مسکرا کے بولی تھی۔۔۔ہاں بس کدے غرور نہیں کیتا۔۔۔احد کھکھلا کے مسکراتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔تو نہیں میں!!!را حمین فخر سے بولی تھی۔۔۔۔ہیں؟؟؟احد بدمزہ ہوا تھا۔۔۔۔تھوڑی تو پیاری اور تھوڑا میں۔۔۔ٹھیک ہے نہ۔۔۔۔احد کھیر اکاٹتی را حمین کی پلیٹ میں سے کھیر اٹھا کے کھاتا ہوا بولا۔۔۔ہاں ڈن اے۔۔۔را حمین پیار سموئے بولی تھی۔۔۔۔ٹھیک اے ٹھیک اے۔۔۔احد فوراً اسکی بات پہ ایمان لاتے ہوئے اسکی پاس کرسی پہ بیٹھا تھا۔۔۔پھر دونوں کھکھلا کے ہنسے تھے۔۔۔انکی ہنسی کی آواز پورے گھر میں گونج رہی تھی اور صبا انسے دور بیٹھی انکو ہنستے دیکھ کے مسکرا رہی تھیں۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️

امیّ!!موحد صبا٦ کے روم کا دروازہ ناک کیا تھا۔۔۔۔بیٹا آجاؤ اندر!!صبا٦ جائے نماز فولڈ کرتے ہوئے بیڈ پہ آکر بیٹھی تھیں۔۔۔۔۔مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔۔موحد انکے قریب کُرسی پر بیٹھتا ہوا بولا تھا۔۔۔۔۔ہاں بیٹا!!امی خالہ کی بیٹی مل چکیں۔۔۔۔حسن لماب!!۔۔۔کب بیٹا؟؟؟؟کیسے؟؟؟مطلب شکر اللہ کا،،،صبا فوراً

اللہ کا شکر ادا کرتی نہیں تھک رہی تھیں۔۔۔۔امی بس آپریشن کامیاب رہا۔۔اور
باقی سب ٹھیک کر لوں گا میں بفضل اللہ!!اموحد مسکراتے ہوئے بولا
تھا۔۔۔۔خوش رہو ہمیشہ!!صبا نے موحد کے ماتھے کا بوسہ لیا تھا۔۔یہ والہانہ پیار کا
طریقہ تھا۔۔۔۔۔امی صبح ریڈی رہیے گا... ہمیں جانا ہے۔۔۔موحد نے صبا٦ کو
ہدایات دی تھیں۔۔۔ہاں بیٹا نیکسٹ میں اور میری ہونے والی بہو جانے۔۔۔صبا اسکو
چھیڑتے ہوئے بولی تھیں۔۔۔ارے پارٹی بدل لی آپ نے تو۔۔۔موحد بچوں
کیطرح منھ پھلائے بولا تھا۔۔۔۔اور کیا اب مجھے اپنی بہو کا ہی انتظار۔۔۔۔صبا کے
چہرے سے خوشی ٹپک رہی تھی۔۔۔۔بے انتہا۔۔۔کل وہ خواب پورا ہونے جارہا تھا جو
کہ صبا اور انکی بہن نے اپنے بچوں یعنی موحد اور حسنی کے لیے دیکھا تھا۔۔۔...

❤❤❤❤

حسنی کے گھر والے بہت پریشان تھے کیونکہ حسنی کی شای کی ڈیٹ فکس تھی اور دلہا
غائب ہو چکا تھا۔۔۔احمد کے غائب ہونے سے حُسنی کے باپ کو اپنی ڈیل
خطرے میں جاتی لگ رہی تھی کیونکہ احمد آدھی قیمت ادا کر چکا تھا اور بقیہ نکاح والے
دن اسکو ادا کرنی تھی۔۔۔۔۔لیکن احمد کا اتا پتہ معلوم نہیں تھا۔۔۔حسنی کی تو پریشانی کم
ہوئی ی تھی۔۔۔اسکو رب کی رحمت محسوس ہوئی ی تھی۔۔۔بہر حال وہ پُر سکون
محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔

ہمیں آپکی بیٹی کا رشتہ چاہیے۔۔۔وہ پچیس سالہ نوجوان جو کہ منھ میں پان ڈالے خباثت سے مسکرا کے بولا تھا۔۔۔میں اسکی بات فائی نل کر چکا ہوں۔۔۔تم کون ہو؟؟؟ایک کروڑ احمد دے رہا تھا۔ڈیڑھ کروڑ میں دوں گا۔۔۔عورت کیساتھ آنے والا لڑکا بولا تھا۔۔۔ڈیڑھ کروڑ۔۔۔اسکی آنکھیں لالچ سی چمکی تھیں۔۔۔ڈن ہے۔۔۔فوراً ہی وہ بولا تھا۔۔۔عورت اور لڑکے نے ایک دوسرے کیطرف دیکھا تھا۔۔۔ابھی نکاح ہوگا۔۔۔پیسے ابھی۔۔۔وہ آدمی پیسے کی لالچ میں بول گیا تھا۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔لڑکے کے بولنے سے پہلے ہی عورت بولی تھی۔۔۔لڑکی کو لیکے آتا ہوں۔۔۔وہ آدمی اٹھتے ہوئے خوشی اور کمینگی سے بولا تھا۔۔۔۔پیسے کیش چاہیے؟؟وہ جاتے جاتے مڑا۔۔۔ڈن۔۔۔لڑکا بولا۔۔۔۔باچھیں کھولتے وہ حسنی کے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔اسکو تیار کرو۔نکاح ہے اسکا۔۔۔۔اسکی سوتیلی ماں باپ کے پیچھے ہی تھی۔۔۔ہدایت دیتے نظر وہ اس پہ اک نظر ڈالے باہر مہمانوں کے پاس آیا۔۔۔۔۔

■■■

وہ اپنی ماں کیساتھ کمرے میں آیا۔آگے اسکی ماں اور پیچھے وہ داخل ہوا۔۔۔نظریں جھکیں تھیں کیونکہ ماڈرن مرد نظریں جھکاتا ہے۔۔۔بیٹا کیسی ہیں آپ؟؟وہ شفیق لہجے

میں بولیں۔۔۔وہ چادر لیے مڑی۔۔۔۔نظریں عورت سے گزذ تیں اس لڑکے پر پڑیں جو دردوازے میں چہرہ موڑے کھڑا تھا۔۔۔ مممیں ٹھیک۔۔۔آپپ کون؟میرے کمرے؟؟وہ بے ربطگی سے بولی اور کھڑی ہوئی ی ۔۔۔بیٹا میں تمہاری بڑی ماں۔۔۔جانتی ہو کہ بھول گ ئی ہو؟؟جب تم پانچ سال کی تھی تو تمہارا باپ میری بہن کو مجھ سے جدا کر چکا تھا۔۔۔بہت کوشش کی میں نے رابطے کی۔۔۔تمہاری ماں نہیں کر سکی۔۔۔۔وہ ڈرتی تھی تمہارے باپ سے۔۔۔اسکی وفات کا علم مجھے بہت عرصے بعد ہوا۔۔۔۔میں نے تمہارے باپ سے بات کی تھی کہ حسنی میرے سپرد کردیں۔۔۔انھوں نے نہیں کیا۔۔۔۔وجہ تم جانتی ہو۔۔۔۔وہ بولی نہیں۔۔۔سحر پھونک رہی تھیں۔۔۔۔یہ کہتے ہی انھوں نے نقاب اتارا۔۔۔حسنی کو لگا کہ اسکی ماں کھڑی ہیں سامنے۔۔۔مشابہت حد سے زیادہ۔۔۔وہی چہرہ۔۔۔وہ ہاتھوں کو چہرے پہ رکھے رو پڑی تھی۔۔۔وہ کیسے دعائیں مانگا کرتی تھی کہ اسکی مدد کے لیے کوئی ی تو آئے۔۔۔رب نے آج بھیجا تھا نہ۔۔۔وہ اسکو گلے سے لگائے تھپکی دے رہی تھیں۔۔۔بہت سالوں کے بعد کوئی ی شناسا کندھا ملا تھا۔۔۔۔وہ رو رہی تھی۔۔۔آنکوابل ابل کے باہر آرہے تھے۔۔۔۔کوئی ی باپ ایسا بھی ہوتا ہے کیا؟؟اذیت سے سوچ

New Era Magazine

ابھری۔۔۔اسکی ماں کو ماراا اور پھر اسکے اپنوں کو بھی دور کر دیا۔۔۔۔ہاں ہوتا ہے ایسا بھی۔۔۔۔وقت کی۔۔۔۔رشتوں کی ستم ظریفیاں۔۔۔۔ایسا ہو کے رہنا ہوتا ہے۔۔۔۔یہ محبت کی کمی۔۔۔ہمیشہ سے ہی تو رہی تھی اسکی زندگی میں۔۔۔۔اسکا باپ اسکی عزت کا لٹیرا بنا ہوا تھا۔۔۔بس اب نہیں رونا۔۔۔۔وہ اسکے آنسو صاف کرتیں پیچھے کو ہٹیں۔۔۔۔میں نے اور تمہاری ماں نے سوچا تھا کہ تمہاری اور موحد کی شادی کریں گے۔۔۔وہ تو نہیں رہی۔۔۔۔آج بھی میری خواہش ہے۔۔۔میرے موحد کی دلہن بنو۔۔۔۔لیکن تمہاری کیا خواہش میں تمہاری ماں بن کے پوچھوں گی۔۔۔کیا ایسا ہو سکتا؟؟؟؟شے دیتا انداز۔۔۔میں نہیں جانتی موحد کو۔۔۔۔وہ الجھ کے بولی۔۔۔آنکھوں کے گوشے نرم تھے۔۔۔۔میرا بیٹا موحد۔۔۔۔اگر اجازت تو اسے تم دیکھ سکتی ہو۔۔۔تمہری رضامندی ہو تو اپنا حجاب چہرے سے سرک دینا۔۔۔۔ورنہ تمہارے مرضی کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو گا۔۔۔۔اسنے چادر کو درست کر کے چہرے کو چھپا لیا۔۔۔۔بیٹا ادھر دیکھو۔۔۔۔۔وہ موحد سے مخاطب ہوئیں۔۔۔۔۔۔جی۔۔۔۔۔وہ سلام لیتے مڑا تھا۔۔۔۔دراز قد و قامت۔۔۔۔۔وہ خوبصورت نقوش لیے ہاتھ پہلو کے سیدھ میں لیے وہ مرد شانے چت کر دینے کے قابل تھا۔۔۔۔۔بابر۔۔۔۔۔وہ بڑبڑائی۔۔۔یہ تو میری کلاس میں پڑھتے ہیں۔۔۔یہ

موحد تو نہیں؟؟وہ حواس باختہ تھی۔۔۔یونی والا واقعہ آنکھوں کے سامنے

لہرایا۔۔۔یہی تو مسیحہ تھا۔۔۔اور اب یہ یہاں۔۔میری خالہ کا بیٹا یعنی میرا

کزن۔۔۔۔۔وہ بڑبڑا رہی تھی۔۔۔۔جی بیٹا ہے میرا۔۔۔کیا میرے بیٹے کی دلہن بنو

گی؟؟وہ گویا ہوئی یں۔۔۔میری منگنی ہو چکی۔۔۔وہ آنکھیں شرمندگی سے جھکے

بولی۔۔۔۔وہ اب سلاخوں کے پیچھے ہیں۔۔۔موحد بولا تھا۔۔ نظریں لمحے کے لیے

اس پہ مرکوز کیے۔۔۔۔میں انکے ساتھ عقد میں رہ چکی ہوں۔۔۔آپ کیوں کریں

گے مجھ سے نکاح۔۔شاید کوئی ی بھی نہ کرے۔۔۔میں جانتا ہوں سب

کچھ۔۔۔آپ ان سے ملی بھی ہیں۔۔۔یونی سے انکیساتھ آئی ی بھی ہیں۔۔۔ایک

ایک لمحے کے لے میں آپکو فالو کر رہا تھا۔۔۔۔میں سب جانتا ہوں۔۔۔میں آپکی کلاس

میں بھی ایک مشن کے تحت آیا تھا۔۔۔۔اس مشن سے آپ تک کا سفر یہ تھا۔۔۔

”علی جو ہمارا کلاس فیلو تھا وہ غیر قانونی سرگرمی میں انوالو تھا اور ڈن سب کی گینگ کا

باس پاکستان میں احمد ہے۔۔۔احمد کو پکڑنے کے لے مجھے ۶ ماہ یونی میں سٹوڈنٹ کے

طور پر رہن پڑا۔۔۔وہ واقعہ بھی پری پلینڈ تھا۔۔سب کچھ پلین کیا ہوا۔۔۔یونی میں

ہر اس پھیلانا مقصد تھا تا کہ احمد لوگوں کی سرگرمیوں کو روکا جا سکے۔۔۔۔وہ حقیقت

کی کڑیاں کھول رہا تھا۔۔۔۔ان آنکھوں کو وہ پہچان چکی تھی۔۔۔۔یہ وہ آنکھیں تھی

جب وہ بچپن میں کھیلتی توان آنکھوں میں شرارت ہوا کرتی تھی۔۔۔وہ پہلے کیوں نہیں پہچان پائی ی کہ یہ کون ہے؟؟؟۔۔۔باقی جیسا آپ چاہیں۔۔میں زبردستی کا قائی ل نہیں ہوں۔۔۔بات کے اختتام میں گیند اسکی کورٹ مین اچھالی گ ئی۔۔۔میں ریڈی ہوں۔۔۔وہ مسکرا کے بولی جب اسکی خالہ نے مسکرا کے اسکے حجاب سے خالی چہرے کو دیکھا۔۔۔موحد نے نظریں اسکے چہرے پہ ڈالیں۔۔۔۔اور مسکرایا۔۔۔پیاری تو وہ تھی ہی۔۔۔لیکن حیا کا رنگ آج وہ دیکھ پایا تھا۔۔۔۔موحد آنکھیں سرک گیا۔۔۔حسنیٰ نے بلش کیا۔۔۔باقی کیا کرنا میں سمجھادیتی ہون۔۔۔وہ کہتے ہوئے بیڈ پہ اسکا ہاتھ تھامے بیٹھیں۔۔۔۔

■■■

(حسنیٰ اور موحد کے نکاح کے پندرہ دن بعد)

آپ دھوکے باز ہیں۔۔۔ناموں سے اور کاموں سے دھوکہ دیتے ہیں۔۔۔حسنیٰ موحد کے سرہانے کھڑے ہاتھ کمر پہ باندھے لڑاکا سٹائی ل میں محو جنگ تھی۔۔وہ کیسے؟؟؟؟وہ آنکھیں اس پہ مرکوز کیے مسکراہٹ دبائے پوچھ رہا تھا جیسے وہ جانتا ہی نہ ہو۔۔۔۔بابر عرف اے۔پی عرف موحد۔۔کبھی بزنس مین۔۔کبھی سیکرٹ ایجنٹ اور کبھی سٹوڈنٹ۔۔۔بڑے دھوکے باز ہیں۔۔۔وہ ہاتھ لہراتی اسے سنا رہی تھی۔۔۔۔ہاں تو تم نہیں ہو۔۔کلاس میں بھیگی بلی۔۔۔اس دن جب تمہارا اور میرا

نکاح ہوا۔۔۔کیسے شرما رہی تھی۔۔۔بچپن مین تو تھی ھی لڑاکا۔۔۔میں سمجھا دماغ سیٹ ہو ہی گیا ہو گا۔۔۔۔باہر سب کے سامنے موحد موحد کرتی ہو۔۔۔اور اب لڑاکا۔۔۔میرے کرم ہی آخر کیوں پھوٹے۔۔۔کوئی ی لحاظ ہوتا ہے شوہر کا۔۔۔۔وہ شرٹ کو ٹھیک سے میدان میں آتا بولا۔۔۔۔ہو۔۔۔وہ منہ حیرانگی سے کھولے بولی۔۔۔اب یہ چک چک شروع ہی رہنی تھی۔۔۔۔زینیا سے کر لیتے شادی بھی۔۔۔وہ جل بھن کے بولی۔۔۔۔۔۔مرد ہر عورت کو زندگی میں شامل نہیں کرتا۔۔۔۔۔جو زندگی ہے وہ ہی زندگی میں دوسری عورت کو لا رہی۔۔۔۔ویسے میرا ارادہ بدلتے وقت نہیں لگے گا۔۔بات کے اختتام پہ وہ شرارتا مسکرایا۔۔۔۔میں ایسا ہونے نہیں دوں گی۔۔۔۔وہ پاؤں پٹختی کمرے سے واک آؤٹ کر چکی تھی۔۔۔۔موحد کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔۔

☆☆☆☆☆

(ختم شد)

New Era Magazine

New Era Magazine

نوٹ

فتح بقلم بیا شیخ پڑھنے کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ نظرِثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیاہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہوا گر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تا کہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ (نیو ایرا میگزین)